مسلسل اشاعت کے پچاس سال

ماہنامہ الحق

دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کا علمی و دینی مجلہ

609-610 شعبان رمضان ۱۴۳۷ھ مئی جون ۲۰۱۶

بیاد

شیخ الحدیث

مولانا عبدالحق رحمہ اللہ تعالیٰ

سرپرست اعلیٰ

مولانا سمیع الحق

مدیر اعلیٰ

مولانا راشد الحق سمیع

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلیٰ سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَ عَلیٰ اٰلِهٖ وَسَلِّم تَسلِیمًا

اے بی سی آڈٹ بیورو سرکولیشن کی مصدقہ اشاعت

ماہنامہ الحق اکوڑہ خٹک

جلد نمبر 51
شمارہ نمبر ...... 8 - 9
شعبان، رمضان ۱۴۳۷ھ
مئی، جون 2016

مدیر اعلیٰ: حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ
نگران: حضرت مولانا انوار الحق صاحب مدظلہ
مدیر: حافظ راشد الحق سمیع حقانی

اس شمارے کے مضامین

- نقش آغاز: پاکستان کو درپیش خطرات اور ملک وملت کی رہنمائی کیلئے "دفاع پاکستان کونسل" کی فعالیت ....راشد الحق سمیع ۲
- آل پارٹیز مشاورتی اجلاس اور دفاع پاکستان کونسل کی بحالی ....مولانا محمد اسرار مدنی ۳
- برکات رمضان ....شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق قدس سرہ ۱۰
- عہد طالبعلمی میں مولانا سمیع الحق مدظلہ کے علمی منتخبات ......مولانا حافظ عرفان الحق اظہار حقانی ۱۸
- کائنات کے ذرے ذرے میں اللہ کی قدرت کی نشانیاں ....حضرت مولانا حافظ انوار الحق ۳۵
- اسلامی سائنسی فکر اور پیغبر انقلاب .... پروفیسر عبدالعظیم جانباز ۴۱
- افغانستان میں امن کی تلاش .... جنرل مرزا اسلم بیگ ۴۷
- اسلاموفوبیا ....محمد نفیس خاں ندوی ۵۱
- ایک صالحہ خاتون کا تذکرہ (والدہ محترمہ مولانا رشید احمد سواتی) ......مولانا عرفان الحق حقانی ۵۵
- افکار و تاثرات .... قاری محمد عبداللہ، مولانا زاہد الراشدی) ....ادارہ ۵۸
- دارالعلوم کے شب و روز ....مولانا حامد الحق حقانی ۵۹
- تعارف و تبصرہ کتب ....مولانا اسرار ابن مدنی ۶۲

ماہنامہ الحق دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع نوشہرہ (خیبر پختونخوا) پاکستان۔
فون نمبر: +92 923 -630435
فیکس نمبر: +92 923 -630922
ای میل: Email: editor_alhaq@yahoo.com
ویب سائٹ: www.jamiahaqqania.edu.pk
فیس بک ایڈریس: facebook\Alhaq Akora Khattak
سالانہ بدل اشتراک اندرون ملک فی پرچہ -/30 روپے۔ سالانہ -/350 روپے۔ بیرون ملک 35$ امریکی ڈالر
پبلشر: مولانا سمیع الحق مہتمم جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک۔ منظور عام پریس پشاور
کمپوزنگ: بابر حنیف

نقشِ آغاز		راشد الحق سمیع

پاکستان کو درپیش خطرات اور ملک و ملت کی رہنمائی کیلئے "دفاع پاکستان کونسل" کی فعالیت

۵رجون ۲۰۱۶ء کو اسلام آباد ہالیڈے اِن ہوٹل میں دفاع پاکستان کونسل کا ایک اہم اجلاس منعقد ہوا۔ حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ اس اجلاس کے داعی اور محرک تھے ۔ پاکستان اور خطے کے دن بدن دگرگوں حالات اور خصوصاً بڑھتی ہوئی امریکی جارحیت ،افغان طالبان کے رہنما ملا اختر منصور شہید پر ڈرون حملے اور امریکی صدر اوبامہ کی پاکستان کو براہ راست دھمکی کے پیش نظر اور کافی عرصے سے مختلف دینی وسیاسی جماعتوں اور خصوصاً ملک کے دیندار عوام کی یہ شدید خواہش تھی کہ ملک میں بڑھتی ہوئی امریکی غلامی کے سایوں کے خلاف روشنی کی کوئی کرن نمودار ہو اوراسی طرح پاکستان میں سیاسی عدم استحکام، بدامنی، لوڈشیڈنگ اور قومی اداروں کی تباہی جیسے حساس موضوعات پر مل بیٹھ کر کوئی ٹھوس لائحہ عمل طے کیا جائے۔ (اگرچہ اس سے پہلے بھی متعدد بار حضرت مولانا مدظلہ نے اتحاد امت اور خصوصاً دینی جماعتوں و مدارس کے تحفظ و بقاء وسالمیت کیلئے وقتاً فوقتاً کئی اہم دینی اتحاد بنائے لیکن اپنوں اور غیروں کی "مہربانیوں" کے باعث انہیں اکثر و بیشتر یا تو ہائی جیک کیا گیا یا پھر صرف سیاسی مقاصد اورانتخابات کیلئے اس کا رُخ جبری موڑ دیا گیا) چنانچہ ایک بار پھر حضرت مولانا مدظلہ نے حکمِ اذاں کا فریضہ ادا کرنے کیلئے اس اہم کام کا بیڑہ اٹھایا ہے اور ہم خیال وہم فکر مذہبی ،دینی ،سیاسی جماعتوں کی صف بندی اور تجدید عہد کا اظہار اس اجلاس اور مختلف جلسوں او رمظاہروں کے ذریعے سے کیا ہے تاکہ ہمارے بے حس اور زرخرید امریکی غلام حکمرانوں اورامریکہ تک یہ پیغام پہنچایا جائے کہ ۱۹ کروڑ عوام میں اب بھی کچھ لوگوں میں ملی حمیت ،دینی غیرت اور خودداری کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے اوروہ اس عظیم ملکِ پاکستان کوامریکی شکارگاہ بننے کی راہ میں سد سکندری کا کردار ادا کرتے رہیں گے ......خدا کرے کہ ان نازک حالات کے طوفانوں میں یہ اتحاد و یکجہتی کا پلیٹ فارم پاکستان کی ڈگمگاتی ناؤ کو ساحل عافیت تک بخیروخوبی اور کامیابی سے پہنچائے اور غلامی کی یہ سیاہ اندھیرے "صبح صادق" سے منور ہوجائے......

وطن کی فکر کرناداں قیامت آنے والی ہے		تیری بربادیوں کے مشورے ہیں آسمانوں میں

رپورٹ: مولانا محمد اسرار مدنی

آل پارٹیز مشاورتی اجلاس اور دفاع پاکستان کونسل کی بحالی

۲۱ مئی ۲۰۱۶ء کو ہمارے بلکہ پورے پاکستانی قوم کے لئے ایک بدقسمت دن تھا کہ امریکہ نے بلوچستان میں ایک ڈرون حملہ کیا جس میں افغانستان کی تحریک طالبان کے سربراہ ملا اختر منصور کو شہید کردیا گیا، یقیناً طالبان افغانستان کے لئے یہ دن غم اور صدمے کا دن تھا لیکن اس کے ساتھ پاکستان کے ۱۹ کروڑ عوام، دینی، سیاسی، قومی قیادت اور حکمرانوں کے لئے بھی امریکہ کا یہ پیغام بہت بڑا صدمہ تھا، پوری قوم سکتہ کی حالت میں تھی اور انتظار کررہی تھی کہ حکومت کی طرف سے امریکہ کو کیا جواب دیا جائے گا، لیکن ہماری بدقسمتی سمجھیں کہ حکمرانوں کی طرف سے حسب سابق معذرت خواہانہ رویہ اپنا کر ایک غیرت مند قوم کا سرشرم سے جھکا دیا، وزیراعظم پاکستان لندن میں سیر سپاٹوں میں مصروفیت کی وجہ سے مذمتی بیان کی جرات بھی نہ کرسکے۔ اب ظاہر ہے کہ قوم کی بے چینی میں اضافہ ہوتا جارہا ہے، اسی طرح دینی حلقوں میں بھی اضطرابی کیفیت بڑھتی جارہی تھی، اسی اثناء میں ایک بار پھر اللہ تعالیٰ نے جمعیت علماء اسلام کے سربراہ مولانا سمیع الحق کو کھڑا کرکے قوم کی ترجمانی کا حق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔

ایں سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشد

یہ اللہ تعالیٰ کا خاص کرم ہے حضرت مولانا سمیع الحق پر کہ جب کبھی بھی ملک پر کوئی آفت، مصیبت اور تکلیف آتی ہے تو مولانا سمیع الحق تمام دینی مذہبی اور سیاسی جماعتوں کو آواز دے کر ایک میز پر بٹھاتے ہیں اور مشترکہ جدوجہد کے لئے آمادہ کرتے ہیں۔

حملہ کے تین دن بعد بلآخر اسی مرد قلندر نے اس تشویشناک صورتحال پر تمام دینی اور سیاسی جماعتوں کے قائدین کو دعوت دی اور ۳۰ مئی کو اسلام آباد میں جمع کرکے قوم کو ایک حوصلہ اور ملک دشمن قوتوں کو ایک پیغام دیا کہ یہ ملک ۱۹ کروڑ غیرت مند مسلمانوں کا ملک ہے، جو ہم کسی صورت پر چند مفاد

پرست حکمرانوں کے رحم وکرم پر نہیں چھوڑ سکتے، کانفرنس میں تمام قائدین اور شرکاء کا جذبہ یقیناً قابل تحسین تھا، سب نے یک آواز دفاع پاکستان کونسل کو فعال بنانے اور قائد جمعیت مولانا سمیع الحق کی قیادت میں ملک کے خلاف بیرونی اور اندرونی سازشوں کا مقابلہ کرنے کا فیصلہ کیا۔ کانفرنس سے اجلاس کے میزبان قائد جمعیت مولانا سمیع الحق (امیر جمعیۃ علماء اسلام) نے خطبہ صدارت میں پاکستان میں جاری ڈرون حملوں، ملا اختر منصور کی شہادت اور اندرونی و بیرونی خلفشار پر اظہار خیال کرتے ہوئے کہا کہ تمام قائدین کا اتنے مختصر نوٹس پر مصروفیات چھوڑکر، ناچیز کی دعوت پر لبیک کہنا ان کی حب الوطنی کی دلیل ہے۔ دو ماہ پہلے میری دعوت پر اکثر قائدین لاہور میں بھی جمع ہوئے تھے، اس کے بعد پروفیسر حافظ محمد سعید صاحب کے عشائیہ پر اور پھر منصورہ میں جماعت اسلامی کی ایک بڑی کانفرنس میں اور ہر جگہ یہی پریشانی نظر آئی کہ پاکستان کو چیلنجوں کا سامنا ہے، اس سے نمٹنا کسی ایک کی بس کی بات نہیں، ان حالات میں انیس کروڑ عوام کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کرنا ہوگا۔ اگر ہم اسلام، پاکستان اور مسلمانوں کے ساتھ مخلص ہیں تو بھرپور طریقے سے نفاذ مصطفیٰ کی تحریک شروع کرنی ہوگی، سیکولرازم اور لبرل ازم جیسے فتنے دب جائیں۔ گزشتہ تین اجلاسوں میں ناچیز نے اپنے خدشات کا اظہار کیا تھا کہ خدانخواستہ ہماری تحریک سیاست کی بھینٹ نہ چڑھ جائے، مگر وہ بیل منڈھے نہ چڑھ سکی۔ حالانکہ اس وقت لوہا گرم تھا، جذبات متحرک تھے، مگر اب ایک بار پھر ہمیں ایک عظیم حادثہ سے دوچار ہونا پڑا اور وہ بلوچستان کا ڈرون حملہ اور اس میں ملا اختر منصور کی شہادت۔ میں خود انتہائی شکستہ، بوڑھا، کمزور، ناتواں اور بے بس ہوں، مگر بعض احباب کے اصرار پر فرض کفایہ ادا کرنے کے لئے نکلا ہوں۔

محترم قائدین! یہ مسئلہ صرف ملا اختر منصور کا نہیں بلکہ پاکستان اور افغانستان سمیت تمام مسلم امت کا مشترکہ مسئلہ ہے۔ ملا اختر منصور تو جام شہادت نوش کر کے خالق حقیقی سے جا ملے لیکن افغانستان کا مستقبل طالبان ہی کا ہے، ایک سال پہلے امریکہ نے اعلان کیا تھا کہ طالبان کی لڑائی دہشت گردی کی نہیں بلکہ ان کی آزادی کی جنگ ہے، لہٰذا افغان طالبان اپنی آزادی کی جنگ جب، جہاں اور جیسے لڑنا چاہیں وہ آزاد ہیں۔ ابراہیم لنکن اور جارج نے امریکہ میں جنگ نہیں لڑی، خمینی نے ایران کی آزادی کی جنگ باہر سے لڑی، اسی طرح موزے تنگ نے چین میں بیٹھ کر نہیں بلکہ باہر بیٹھ کر کی۔ لہٰذا افغان طالبان جہاں بھی بیٹھے، سفر کریں کسی کو کوئی اعتراض کا اور نہ ہی کسی قسم کی مداخلت کا حق حاصل ہے۔ مداخلت صرف امریکہ کرتا ہے، میں نے بارہا پوچھا کہ وہ تحریری یا زبانی معاہدہ کیا ہے جو امریکہ کے ساتھ ہوا ہے؟ لیکن کئی سال کے مباحثوں کے باوجود حکومت ہمیں مطمئن نہیں کر سکے۔ آپ حضرات کو یاد ہوگا

کہ دفاع پاکستان کونسل نے سلالہ ڈرون حملے کے بعد سپریم کورٹ میں کیس دائر کیا، جس کو مسترد کیا گیا۔ ہمیں بزدلی نہیں دکھانی چاہیے، گزشتہ دور میں ایک جرنیل نے نیٹو سپلائی روک دی تو امریکہ نے گھٹنے ٹیک دیے، مگر ہماری خارجہ پالیسی ہمیں امریکہ کی طرف جھکاؤ اور غلامانہ ذہنیت نے امریکہ کو اس قابل بنادیا کہ اس نے کھل کر کہا کہ میں جہاں چاہوں کھل کر حملہ کرسکتا ہوں۔ ستم بالائے ستم یہ کہ پاکستان کی بڑی پارٹیوں اور حکومت نے پاکستانی عوام کی جذبات کی ترجمانی نہیں کی۔ آرمی چیف جنرل راحیل شریف کی طرف سے امریکی سفیر کو احتجاج قابل تحسین ہے۔ ہماری سول حکومت ایک دوسرے کا منہ کالا کرنے میں مصروف ہے، ایک دوسرے پر چوری اور ڈاکہ زنی کے اعتراضات کی بوچھاڑ شروع کررکھی ہے۔ مگر میں سمجھتا ہوں کہ ہر ایک کا دوسرے کو چور قرار دینے والی بات میں دونوں سچے ہیں۔ یہ پانامہ لیکس اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک عذاب ہے اسی طرح ممتاز قادری کو جس طرح ڈھٹائی سے پھانسی دی گئی اور ننگ ملت پرویز مشرف کو جس جرات سے باہر بھیجا گیا وہ پروٹیکشن بل کے نام تھے تو جو فتنہ مسلط ہوا اور آخر میں وزیراعظم کا لبرل ازم اسٹیٹ کا اعلان پاکستانی حکومت کی غلامانہ ذہنیت اور مغرب پرستی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ ایسے حالات میں اگر ہم ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہے تو اللہ تعالیٰ کے سامنے جواب دہ ہوں گے۔

بدقسمتی سے امریکہ کے بعض ذرائع نے یہاں تک کہا کہ ڈرون حملے سے پہلے ہم نے پاکستان کو آگاہ کیا تھا، اور بعض ذرائع کے مطابق حملہ کے بعد۔ دونوں صورتوں میں پاکستانی قوم کا سرشرم سے جھک گیا ہے۔ امریکہ نے گوادر کے قریب حملہ کرکے چین سمیت پورے جنوبی ایشیاء کو میسج دیا کہ ہم آپ کے تجارتی مراکز کو ایک منٹ میں نشانہ بنا سکتے ہیں۔ تمام مذہبی اور سیاسی جماعتیں ایک پلیٹ فارم پر جمع ہوکر اللہ سے عہد کریں کہ اس تحریک کو سیاست کی آلائشوں سے الگ رکھ کر ایک موثر تحریک بنائے تو پاکستان کو امریکہ سمیت مغربی غلامی سے نجات دلاکر خوشحال اور ترقی یافتہ ملک بنا سکے۔

جماعت اسلامی کے سابق امیر سید منور حسن صاحب نے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ مولانا سمیع الحق کا ایسے موقع پر اجلاس طلب کرنا انتہائی بروقت اقدام ہے۔ جس کی میں تائید کرتا ہوں، مولانا سمیع الحق کے تفصیلی خطاب کے بعد کچھ کہنے کی گنجائش نہیں البتہ یہ اجلاس عقل مندوں کے لئے اشارہ کافی ہے۔

جماعت الدعوۃ کے امیر پروفیسر حافظ محمد سعید نے کہا کہ یہ اجلاس ایک تاریخی تسلسل نظر آرہا ہے، یادرہے کہ یہ صرف ایک ڈرون حملہ نہیں اگر وزارت خارجہ نے امریکی سفیر کو بلا کر دبے الفاظ میں

احتجاج کیا لیکن ادھر سے اوبامہ مقابلے میں ڈائریکٹ آگیا اور بغیر کسی واسطے کے اعلان کیا کہ ہم حملے جاری رکھیں گے۔ لہٰذا اس مشن میں ہم مولانا سمیع الحق کے شانہ بشانہ چلنے کے لئے تیار ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اوبامہ کی دھمکیوں پر امت اور اسلامیان پاکستان کو متحد ہونا ہوگا۔

جمعیت علماء پاکستان کے سربراہ علامہ اویس نورانی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ڈرون حملہ صرف پاکستانی عوام پر نہیں بلکہ ہمارے نصاب تعلیم، میڈیا، عائلی قوانین سمیت سب پر ہے، نائن الیون کا واقعہ، پھر چودہ گیارہ کا واقعہ اور پھر سات گیارہ کا واقعہ مسلمانوں کے خلاف ایک بنا بنایا منصوبہ تھا۔ انہوں نے کہا کہ بہت ساری بیرونی ایجنسیاں سی آئی اے، را اور موساد پاکستان کے خلاف مصروف عمل ہیں۔ لہٰذا ہماری افواج کو ضرب غضب کے ساتھ ساتھ ان ایجنسیوں پر بھی نظر رکھنے کی ضرورت ہے اور آخر میں مولانا سمیع الحق صاحب کو یقین دلاتا ہوں کہ آپ جس طرح چاہیں، جہاں چاہیں جمعیت علماء پاکستان آپ کے ساتھ چلنے کو تیار ہے۔

اہل سنت والجماعت کے سربراہ علامہ محمد احمد لدھیانوی نے کہا کہ جب بھی ملک کی سالمیت کو خطرہ درپیش ہوا تو ہم نے مولانا سمیع الحق کی آواز پر لبیک کہا، میں سمجھتا ہوں کہ یہاں آنے والے تمام قائدین کے دل ودماغ میں پاکستان کی محبت ہے۔ لہٰذا امریکہ سمیت اس کے حواریوں پر بھی ہمیں نظر رکھنی چاہیے جو پاکستان کے امن کو پامال کررہی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہرجگہ مذہبی کارکنوں کو پابند سلاسل کیا گیا، لہٰذا ہم حکومت سے بھرپور اپیل کرتے ہیں کہ وہ حسب بے جا میں رکھے جانے والے تمام مذہبی کارکنوں کو باعزت طور پر بری کرے۔ مولانا سمیع الحق نے اس کی تائید کرتے ہوئے دفاع پاکستان کونسل کی طرف سے فوراً ایک کمیٹی تشکیل دی جو سیکورٹی ایجنسیوں سمیت تمام اہم ذمہ داران سے ملاقات کرے گی۔

سابق وزیراعظم آزاد کشمیر سردار محمد عتیق خان نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ میں اس اجلاس کے اعلامیے سے اتفاق کرتا ہوں، بنگلہ دیش میں جماعت اسلامی کے رہنماؤں کی ظالمانہ پھانسی اور ان کے خلاف ترکی کے احتجاج پر انہیں خراج تحسین پیش کرتا ہوں، انہوں نے کہا کہ دیگر مسلمان ممالک پر صنعتی پابندیاں لگنے والی ہیں، لہٰذا مسلمانوں کو جگانا ہوگا۔

عوامی مسلم لیگ کے سربراہ شیخ رشید احمد نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ۲۰۰۴ء سے اب تک تین سو نوے ڈرون حملے کئے گئے، جب بھی مذاکرات کی بات چلی امریکہ نے گولی ماری، حکیم اللہ محسود کو اسی طرح نشانہ بنایا گیا، پھر ملا عمر کی وفات کی خبر اس وقت لیک کی گئی جب مذاکرات اختتامی مراحل

میں تھے۔ لیکن اب ہمیں مزید خوش فہمی میں نہیں رہنا چاہیے، امریکہ ہمیں مذاکرات کے حوالے سے ٹال مٹول کررہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ۲۰۱۶ء پاکستان کی تشخص اور بقا اور موت کا سال ہے۔ لہٰذا ہمیں اس پر غور کرنا ہوگا۔

مسلم لیگ ض کے سربراہ محمد اعجاز الحق نے کہا کہ دفاع پاکستان کونسل کا پلیٹ فارم صرف مذہبی جماعتوں کا پلیٹ فارم نہیں بلکہ تمام محبِ وطن جماعتوں کا پلیٹ فارم ہے۔ آج ایک وفد بنائیں تمام سیاسی جماعتوں کو دعوت دیں اسی طرح ایک کونسل کی طرف سے حکمرانوں کو بھی بھیج دیں، آج نہ ہمارے دوست خوش ہیں اور نہ دشمن، امریکہ ایران پر ڈرون حملے کی جرات نہیں کرسکتا ہے، پٹھان کوٹ حملے میں بھارت نے پاکستان پر الزام لگایا تو ہم (حکومت) نے خود تسلیم کیا اور ایف آئی آر پاکستان میں کاٹ دی، اور جائنٹ انوسٹی گیشن ٹیم بنادی، لیکن کلبھوشن یادیو پکڑا گیا تو کیا کسی نے جوائنٹ انوسٹی گیشن ٹیم بنائی ؟

جمعیت اہل حدیث کے سربراہ علامہ ابتسام الٰہی ظہیر نے کہا کہ پاکستان کے دفاع کو خطرات لاحق ہیں، اور اس کے لئے ایک مضبوط لائحہ عمل طے کرنا ہوگا۔

جماعت اسلامی کے رہنما لیاقت بلوچ نے کہا کہ ۶۸ سال سے ہمارے ملک میں جاری داخلی اور خارجی پالیسیاں مکمل طور پر ناکام ثابت ہوئیں، بنگلہ دیش میں مذہبی قائدین کی پھانسیوں پر وہاں کی سپریم کورٹ کا فیصلہ پڑھ لیں تو پاکستان کی حمایت پر انہیں سزاوار ٹھہرایا گیا ہے۔ پوری دنیا سے ہم نے رابطے کئے مگر وہ کہتے ہیں کہ اگر پاکستان جرات کا مظاہرہ نہ کرے تو اسی طرح ہوتا رہے گا جبکہ پاکستانی حکومت اسے بنگلہ دیش کا داخلی مسئلہ قرار دے کر جان چھڑا رہی ہے۔ ایسے حالات میں پاکستانی قوم کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کرنا ہوگا۔ آخر میں تمام قائدین نے متفقہ طور پر ایک اعلامیہ جاری کیا جس کا متن حسب ذیل ہے:

اعلامیہ

اجلاس میں متفقہ طور پر دفاع پاکستان کو فعال کرنے اور ملکی دفاع کے لئے تمام تر جدوجہد اسی پلیٹ فارم سے جاری رکھنے کا فیصلہ کیا گیا۔ امریکہ کی طرف سے بلوچستان میں ڈرون حملہ پاکستان پر حملہ ہے۔ امریکی اقدام نے ایک دفعہ پھر دوستوں کی پیٹھ پر چھرا گھونپا اور قیام امن کے عمل کو تباہ کیا ہے، خطہ میں امن کیلئے امریکہ اور نیٹو فورسز افغانستان کی سرزمین چھوڑ دیں وطن عزیز پاکستان کی سلامتی وخودمختاری پر حملوں کو کسی صورت قبول نہیں کیا جاسکتا۔

☆ امریکی صدر اوبامہ کی پاکستان میں ڈرون حملے جاری رکھنے کی دھمکیاں کھلی جارحیت ہے، سیاسی وعسکری قیادت جرات مندانہ پالیسیاں اختیار کرتے ہوئے اس مسئلہ کو تمام عالمی فورمز پر اٹھائے۔ سپریم کورٹ کو بھی اس مسئلہ کا فوری نوٹس لینا چاہیے۔

☆ امریکی دھمکیوں اور ڈرون حملوں کے خلاف تمام مذہبی وسیاسی جماعتیں قومی سلامتی کے تحفظ کے لئے فعال کردار ادا کریں گی۔ اس سلسلہ کا پہلا پروگرام ۵ جون کو اسلام آباد میں ہوگا جس میں ملک بھر کی مذہبی وسیاسی قیادت کو شرکت کی دعوت دی جائے گی جبکہ مسئلہ کی اہمیت اور سنگینی کو پیش نظر رکھتے ہوئے رمضان المبارک میں بھی اس تحریک کو پوری قوت سے جاری رکھا جائے گا۔

☆ سلالہ چیک پوسٹ پر حملہ کے بعد نیٹو فورسز کی سپلائی لائن بند کی گئی تھی، بلوچستان میں ڈرون حملہ کے بعد بھی ایسے ہی جراتمندانہ اقدامات اٹھانا وقت کی اہم ترین ضرورت ہے۔

☆ بین الاقوامی طاقتوں نے پاکستان کے خلاف پراکسی وار کیلئے بلوچستان کو خاص طور پر نشانہ بنا رکھا ہے اور پاک چین اقتصادی راہداری منصوبہ کے خلاف سازشیں کی جارہی ہیں۔ کلبھوشن یادیو اور افغان انٹیلی جنس افسران کی گرفتاریاں اس بات کا واضح ثبوت ہیں، ملک سے بھارتی خفیہ ایجنسی را اور دیگر ممالک کی مداخلت ختم اور انڈیا کی دہشت گردی کو پوری دنیا پر بے نقاب کیا جائے۔

☆ آج کا اجلاس پاک چین اقتصادی راہداری منصوبہ کی بھرپور تائید اور حمایت کرتا ہے، قومی اتفاق رائے کی روشنی میں منصفانہ عمل درآمد یقینی بنایا جائے، ترقی کے لئے منصوبہ کی عالمی دشمن قوتوں کا مقابلہ قومی وحدت اور یکجہتی سے کیا جائے۔

☆ اجلاس ایران کے بھارتی وزیراعظم مودی کے ساتھ چاہ بہار تک ریلوے معاہدہ کو شدید تشویش کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔

☆ بھارت نے مقبوضہ کشمیر میں انسانی حقوق کی پامالی کی انتہا کردی ہے، ہندوستان سے فوج اور سویلین کی ۴۰ لاکھ سے زائد کی ناجائز آبادکاری کشمیر میں آبادی کا تناسب بگاڑنے کی سازش ہے۔ حکومت بھارت سے بے بنیاد مذاکرات اور تعلقات کی بحالی کی ناکارہ خواہشات کی بجائے کشمیر کا مقدمہ اور حق خودارادیت کا مسئلہ عالمی سطح پر اٹھایا جائے۔

☆ بعض غیرملکی قوتیں پاکستان کے ایٹمی پروگرام کو نقصانات سے دوچار کرنا چاہتے ہیں، یہ مکروہ

سازشیں اب بالکل بے نقاب ہوچکی ہیں، امریکی صدارتی انتخابی عمل میں مسلمانوں کے خلاف زہر آلود بیانات اس کا واضح ثبوت ہیں۔ حکومت پاکستان امریکہ اوراس کے اتحادیوں کو مضبوط پیغام دے کہ وطن عزیز پاکستان کے تحفظ کے لئے پوری قوم سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن کر کھڑی ہے۔

☆ بھارتی ایماء پر بنگلہ دیش میں جماعت اسلامی کے قائدین کی پھانسیاں ۱۹۷۴ء کے معاہدوں کی کھلی خلاف ورزی ہے۔ حکومتی بے حسی قابل مذمت ہے، حکومت پاکستان کا فرض بنتا ہے کہ وہ مسلم دنیا کو ساتھ ملا کر اسلام پسند قائدین کی پھانسیاں رکوانے کے لئے عملی کردار ادا کرے، ہم ترکی کے شاندار کردار کی تحسین کرتے ہیں۔

☆ تمام پروگرام دفاع پاکستان کونسل کے پلیٹ فارم سے کئے جائیں تاکہ اتحادی قوت کے ساتھ کونسل کو فعال کیا جائے ، یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ جماعت اسلامی کے سابق سربراہ سید منور حسن ،مولانا سمیع الحق کے ساتھ کونسل کے چیف کوآرڈینیٹر ہوں گے۔

☆ ملک بھر میں مذہبی و دینی کارکنان مدارس ومساجد کے علماء ائمہ اور طلباء کی بے گناہ گرفتاریوں کا سلسلہ فوری ختم کیا جائے اور گرفتار شدگان کو فوری رہا کیا جائے۔ دفاع پاکستان کونسل اس سلسلہ میں ایک کمیٹی بنا رہی ہے جو ایسے گرفتار شدگان کے معاملات کی پیروی کرے گی۔

شرکاء اجلاس میں مولانا سمیع الحق ،مولانا حامد الحق ،مولانا سید یوسف شاہ، مولانا عبدالخالق ، مولانا عبدالرؤف فاروقی ،مولانا محمد رمضان علوی، مولانا عرفان الحق ،مولانا سید احمد شاہ۔ جماعت الدعوہ پاکستان سے پروفیسر حافظ محمد سعید، حافظ عبدالرحمٰن مکی، مولانا امیر حمزہ، قاری یعقوب شیخ، سید عبدالوحید شاہ، اہل سنت والجماعت پاکستان سے مولانا احمد لدھیانوی، مولانا محمد یونس، جماعت اسلامی سے سید منور حسن، لیاقت بلوچ، مسلم کانفرنس آزاد کشمیر کے سردار عتیق احمد خان، مسلم لیگ ض کے اعجاز الحق، عوامی مسلم لیگ کے شیخ رشید احمد، جمعیت علماء پاکستان کے مولانا محمد اویس نورانی، تنظیم اسلامی پاکستان کے حافظ عاکف سعید، جمعیت اہل حدیث پاکستان کے علامہ ابتسام الٰہی ظہیر، متحدہ جمعیت اہل حدیث پاکستان کے سید ضیاء اللہ شاہ بخاری، جمعیت علماء اسلام نظریاتی کے مولانا محمد زبیر روحانی ،مولانا احمد بنوری، انٹرنیشنل ختم نبوت سے مولانا محمد الیاس چنیوٹی نے شرکت کی۔

برکاتِ رمضان

خطبہ جمعۃ المبارک یکم رمضان المبارک ۱۳۸۸ھ

خطبہ مسنونہ کے بعد: وعن عبدالله بن عباس قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اجود الناس وكان اجود مايكون حين يلقاه جبرئيل عليه السلام و كان يلقاه فى كل ليلة من رمضان فيه ارسه، القرآن فلرسول الله صلى الله عليه وسلم اجود بالخير من الريح المرسلة (او كماقال)

خداوند تعالٰی کی خاص نعمت

محترم بھائیو! ہم اور آپ سب رسول اللہ ؐ کے امتی ہیں اور یہ خداوند کریم کے ان عظیم نعمتوں میں سے جو اس امت پر ہیں سب سے بڑی نعمت یہ ہے کہ ہمیں حضور اقدس ؐ کی امت میں پیدا فرمایا۔ حضور اقدس ؐ فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن سب سے پہلے جنت کا دروازہ میرے لئے کھولا جائے گا اور میں اپنی امت سمیت جنت میں داخل ہوں گا۔ اور یہ قاعدہ بھی ہے کہ جہاں آقا، سردار یا حاکم موجود ہو وہاں اس کا خادمِ خاص بھی خدمت کی خاطر ساتھ ہی رہتا ہے۔

نعمت کا تقاضا

جب اللہ جل مجدہ، نے ہم پر اتنی بڑی نعمت فرمائی تو چاہیے کہ ہم اپنے آقائے نامدار اور روحانی والد سردار دو جہاں کے نقش قدم پر چلیں ہر امت اپنے پیغمبر کی روحانی اولاد ہوتی ہے اور روحانی رشتہ جسمانی رشتہ سے زیادہ قوی اور مضبوط ہوتا ہے، اس وجہ سے ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ:

لا يومن احدكم حتى اكون احب اليه من والده و ولده والناس اجمعين
جب تک تم میں سے ہر شخص کے نزدیک میں اس کے والد اس کی اولاد اور ساری مخلوق سے زیادہ محبوب نہ ہوں تب تک وہ شخص مومن نہیں کہلا سکتا۔

صحیح اولاد وہی ہوتی ہے جو اپنے ماں باپ کی صحیح اتباع اور پیروی اختیار کرلے اور جو اپنے والدین کے نقش قدم پر نہ ہو لوگ اسے نااہل اور نالائق سمجھتے ہیں تو امتی وہی سچا (امتی ہے) جو حضور ؐ کی سنت پر عمل درآمد کرتا ہو اور جو امتی ہونے کا دعویٰ کرے مگر اپنے نبی کی اتباع نہ کرے وہ دعویٰ میں غلط ہے اور یہ دعویٰ اسکے لئے باعث تمسخر ہے۔

محترم بھائیو! یہ رمضان المبارک کا مہینہ بھی اس امت پر خداوند تعالیٰ کے خاص کرم کا مہینہ ہے۔ خداوند کریم نے اس امت پر حد سے زیادہ انعامات و اکرامات کئے ہیں اور کر رہا ہے اس کی نعمتیں تو لاتعد ولاتحصیٰ ہیں کہ جن کا شمار ممکن نہیں یہ ہماری روح، ہماری زندگی ہمارا وجود، یہ آنکھ، ناک، کان، ہاتھ پاؤں دل و دماغ یہ سب خدا کی نعمتیں ہیں جس سے ہم فائدہ اٹھاتے ہیں۔ یہ زمین، ہوا، پانی، غلہ، پھل، پھول جو کچھ بھی ہمارے لئے ضروری تھا سب اللہ جل شانہ، نے زمین کے دستر خوان پر ہمارے لئے بچھا دیا، پھر خاص طور پر انسان کو تو اشرف المخلوقات بنا دیا، اپنا خلیفہ بنا دیا، ساری مخلوق پر اسے اقتدار اور تسلط دیا تا کہ وہ اس میں تصرف کرتا رہے۔ یہ خاص انعام ہے۔

سب سے بڑی نعمت اللہ کی ہمکلامی اور اس کلام کا مخاطب بننا ہے

انسان پر سب سے بڑھ کر نعمت یہ ہے کہ خدا نے اسے اپنی ہمکلامی سے مشرف کیا، اپنے کلام کا مخاطب بنایا اپنے کلام کے نزول کا اہل بنا دیا، اس کی افہام وتفہیم اور اس کی تلاوت کرنے سے نوازا۔ ہر نعمت اس کی بے حد ہے مگر یہ نعمت کہ اللہ نے حضور نبی کریم کو مبعوث فرما ان کے ذریعہ ہمیں اپنے کلام سے مشرف فرمایا، ہمارے پاس قرآن مجید بھیجا، اور ہمیں اس قابل کر دیا کہ اس کی تلاوت کریں اسے سنیں اس کو سمجھیں اس پر عمل کریں، اس پر غور وفکر کریں، یہ خدا کی وہ خاص نعمت ہے جس کا جواب نہیں اور جسے خود اللہ نے بطور امتنان ذکر فرمایا ہے: وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ

''ہم نے اسے نازل کیا اور پھر اسے سمجھ اور نصیحت کے لئے آسان بھی بنا دیا''

قرآن مجید خدا کا کلام نفسی ہے اور خدا کی ذات وصفات کا تحمل ادراک اور فہم ہمارے اذہان سے باہر کی چیز ہے تو اللہ نے اپنے کلام نفسی کو اس کلام لفظی کا شکل دے کر اسے آسان کر دیا۔

تلاوت قرآن صرف اس امت کی خصوصیت ہے

حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ فرماتے ہیں کہ قرآں مجید کی تلاوت کی نعمت فرشتوں کو بھی حاصل نہیں اور اسی وجہ سے جیسا کہ حدیث میں ہے فرشتے نماز میں شریک ہوتے ہیں کہ امام کی تلاوت سنیں، جب سورۃ فاتحہ ختم ہو تو آمین کہتے ہیں اور جہاں قرآن مجید پڑھا جائے وہاں ملائکہ جمع ہو کر عرش تک اوپر نیچے پرے لگا دیتے ہیں ارد گرد گھیرا ڈال دیتے ہیں۔ حفتهم الملائكة وغشيتهم الرحمة کہ اس قرآن کی وجہ سے جو رحمتیں نازل ہوتی ہیں فرشتے بھی اس کا مورد بن سکیں اور اسے سن سکیں، تو شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ قرآن کی تلاوت کی فضیلت ومنقبت صرف اس امت کو حاصل ہے اگلی امتوں کو بھی اللہ نے احکام سے نوازا مگر ان کو کتابیں دیں کلام نہیں دیا مثلاً حضرت موسیٰ کو تورات شریف ملی جو لکھی ہوئی چیز تھی اس کو کلام نہیں کہہ سکتے۔

کلام اللہ اور کتاب اللہ میں فرق

کتاب اللہ الگ چیز ہے اور کلام الگ جس پر متکلم تلفظ کرے اور آواز وصوت پیدا ہو تو اسے کلام کہتے ہیں اگر کسی کو اپنی خیریت اور حالات لکھ دو، اس کو کتاب کہیں گے، اور اگر ٹیلی فون پر بات چیت کردیا مشافہۃ کہ کانوں سے سن لے تو اس کو کلام کہیں گے۔ تو قرآن مجید اللہ کا کلام ہے اس کے الفاظ معانی دونوں خدا کی طرف سے ہیں جسے اللہ جل جلالہ نے ہماری فہم اور تفہیم کا ذریعہ بنادیا اور تلاوت اسکی آسان بنادی۔

ماہ رمضان کی برکتیں

رمضان کے مہینہ میں قرآن مجید اتارا گیا شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ اس مہینہ میں اللہ کی بے انتہا نعمتیں ہیں، یہ کتنی بڑی نعمت ہے کہ رمضان میں ایک نفل ستر نفل کے برابر ثواب رکھتا ہے، ایک تسبیح سبحان اللہ کہنے کا بھی ستر دفعہ سبحان اللہ کہنے کے برابر اجر ملتا ہے۔

ایک فرض کا ستر فرضوں کے برابر ثواب ہے، ایک بڑی نعمت اس مہینہ میں یہ ہے کہ جنت کے دروازے کھل جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند ہوجاتے ہیں۔

برزخ والوں کو رمضان کا فائدہ

اس کا بڑا فائدہ عالم برزخ والوں کو ہوتا ہے کہ جہنم کی شدائد میں کمی آجاتی ہے، جو لوگ قبر یا برزخ میں ہیں، تو حدیث میں آتا ہے کہ دوزخیوں کو جہنم کا دروازہ کھول دیا جاتا ہے کہ اس کی بدبو، گرمی اور شدت پہنچتی رہے اور جو جنتی ہیں ان کیلئے جنت کے دروازے قبر میں کھول دیئے جاتے ہیں اور وہاں کی روح و ریحان خوشبو اور تازگی ان تک پہنچتی ہے القبر روضة من رياض الجنة او حفرة من حفر النيران

"قبر یا تو جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے اور یا جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے۔"

تو جو لوگ برے اعمال اور فسق و فجور کی وجہ سے عذاب قبر میں مبتلا ہیں، تو رمضان میں جہنم کے دروازے بند ہو جانے کی وجہ سے ان کو چھٹی مل جاتی ہے، اور قدرے فائدہ ہو جاتا ہے اور جنت کے حقداروں کو جنت کی خوشبو اور نعمتوں میں اور بھی اضافہ ہونے لگتا ہے۔

جہنم والوں کو رمضان کا فائدہ

اس طرح اگر کوئی گنہگار رمضان ہی میں مرگیا تو جیسے کہ جیلخانہ چھٹی کے دن بند رہتا ہے اور اگر اس دن کسی مجرم کو پکڑلیا جاوے تو اسے باہر رکھتے ہیں، پولیس اسے اپنے ساتھ رکھتی ہے، جس کا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ گھر سے مجرم کو کھانا وغیرہ جاسکتا ہے، ملاقات بھی خویش و اقارب کرسکتے ہیں مگر جب جیل کا دروازہ کھلا اور وہیں داخل کردیا تو سب رعایتیں ختم ہو جاتی ہیں، تو اگر یہ شخص گنہگار ہے اور مستحق جہنم ہے، اس مہینہ

میں مرجائے تو ختم رمضان تک تو کم از کم جہنم کی شدت اور عذاب سے بچ جائے گا۔

حدیث کا دوسرا مطلب

حدیث کا دوسرا مطلب یہ ہے کہ رمضان میں نیکی کے دروازے کھل جاتے ہیں ، اللہ تعالیٰ نے جنت کے داخلہ کے لئے دروازے اعمال صالحہ ہی تو پیدا کئے ہیں ہر نیکی کے بدلے ستر نیکیوں کے برابر ثواب ہے ہر رات غیب سے آواز آتی ہے کہ یا باغی الخیر اقبل اے! خیر اور بھلائی کی آرزو اور طلب رکھنے والے آگے بڑھ۔ یہی وقت ہے نیکی کا، ایک دفعہ استغفار کر تسبیح پڑھ، نماز پڑھ لے اللہ کی راہ میں کچھ خرچ کردے۔

ویا باغی الشر اقصر اور اے اشر کے طلبگار ذرا پیچھے ہٹ جا ذرا ٹھہر جا۔

شیاطین قید ہونے کے باوجود گناہ کیوں صادر ہوتے ہیں

رمضان سے پہلے اگر ایک شخص چوری، قتل، جوا، زنا اور دیگر گناہ کرتا ہے تو الزام شیطان پر لگاتا ہے کہ اس کے ورغلانے کی وجہ سے گناہ ہوا مگر یاد رکھئے ، رمضان میں تو یہ الزام اس پر نہیں لگا سکتے ، کہ اسے تو رمضان کے آتے ہی ہتھکڑیاں لگ جاتی ہیں ، اور اس کو سمندر کی تہ ڈال دیا جاتا ہے صفدت الشیٰطین ومروۃ الجن میں نے دیکھا کہ پہلی ہی رات سے مساجد بھر گئیں ، لوگوں کا میلان نیکیوں کی طرف بھر گیا۔

لاکھوں مواعظ سے اتنا کام نہیں ہوتا جتنا کہ رمضان کے آتے ہی لوگوں میں تبدیلی آجاتی ہے اور اللہ کی طرف عبادات اور نماز وغیرہ کی شکل میں متوجہ ہو جاتے ہیں، گھروں میں عورتیں نمازوں کا اہتمام کرنے لگتی ہیں، تو وجہ یہ ہے کہ شیاطین قید ہو جاتے ہیں، مگر جس مرد وعورت کا رمضان میں بھی اللہ کی عبادات اور بندگی کی طرف توجہ اور نیکی کی طرف میلان نہ ہوا تو سمجھ جایئے کہ اس میں رتی بھر بھی ایمان نہیں، وہ خود شیطان بن چکا ہے کہ اب جب شیطان بند ہے تو کون یہ گناہ کرواتا ہے؟ خود اس کا نفس کرواتا ہے۔

حدیث میں آتا ہے: ان اعدیٰ عدوك نفسك اللتی بین جنبیك

یہ تیرا نفس جو تیرے پہلو میں ہے سب سے بڑھ کر تیرا دشمن ہے۔

نفس امارہ کی کارستانیاں

یہ نفس جب تک مطمئنہ اور لوامہ نہ بن جائے تو اس کے ہاتھوں ہلاکت کے گڑھے میں جاؤ گے ، اللہ تعالیٰ نے جب مخلوق پیدا کی تو ہر چیز سے پوچھا کہ میں کون ہوں؟ اور تو کون ہے؟ ہر چیز نے جواب دیا کہ تو رب ہے، خالق ہے مالک ہے اور میں عاجز مخلوق ہوں، مگر نفس سے جب پوچھا کہ میں کون ہوں اور تو کیا ہے؟ تو نفس نے جواب دیا کہ انت انت وانا انا تُو تُو ہے اور مَیں مَیں ہوں۔

یہ نفس خبیث کا جواب تھا، آج بھی نفس کا اثر ہے کہا جاتا ہے کہ میں ایسا ہوں ، نواب ہوں ، خان

ہوں، پٹھان ہوں، میری پوزیشن کا کوئی جواب نہیں، میرے ساتھ کون مقابلہ کرسکتا ہے۔ میں تو لعل و جواہر ہوں۔ الغرض شیطان کے بند ہوتے ہوئے بھی یہ بددیانتی اس سے نفس ہی کرواتا ہے، گویا اس کا نفس اب شیطان بن گیا ہے۔

ایک عجیب خیال

اور اس کی مثال ایسی ہے کہ پہلے اس ملک میں انگریز تھا تو ہم اپنی بددیانتی کو اس پر ڈالتے تھے کہ غلام ہیں اس لئے اسلام کا جھنڈا سربلند نہیں کیا، اس لئے اسلامی قانون نہیں چل رہا، مگر اب تو ہم ۲۸ سال سے آزاد ہوئے ہیں۔ غلامی نہ رہی تو ہمیں کون اسلام اور قوانین سے روک رہا ہے۔ اب یہ لوگ کیوں بددین ہیں بلکہ اس حالت سے بھی بڑھ چکے ہیں، گویا اب تو یہ خود انگریز بن گئے ہیں، میرا خیال ہے کہ غلامی کے دور میں اگر لوگ کوتاہی کرتے ہوئے مرے ہیں تو شاید خدا انہیں بخش دے کہ مجبور تھے مگر اب تو کوئی عذر نہیں چل سکے گا۔ اس طرح شیطان جب بند ہوا تو نفس خبیث کا پنجہ پڑ گیا اور جن لوگوں کے نفس میں کچھ صلاحیت تھی وہ عبادت میں لگ گئے، دل نرم ہو گئے، باجماعت نماز پڑھنے لگے پہلے ان پر شیطان کا تسلط تھا، اب وہ جیل گیا تو یہ آزاد ہوئے۔ اگر اب بھی نہ سنبھلے تو سمجھ جایئے کہ وہ ابلیس سے بڑھ کر ہیں جیسا کہ لوگ قیامت کے دن شیطان کو ملامت کریں گے تو وہ جواب دے گا۔

فلاتلوموني ولوموا انفسكم

مجھے ملامت مت کرو بلکہ اپنے آپ پر ملامت کرو میرا کوئی جبر نہ تھا۔

تو بھائیو! یہ انتہائی خطرے کی بات ہے کہ رمضان میں بھی ہم نماز نہ پڑھ سکیں اور نہ چوری جوا، جھوٹ، فریب چھوڑ سکیں، ہر رات آواز آتی ہے۔ یا باغی الخیر اقبل۔ اے خیر کے طالب اسباب خیر کھلے ہیں آگے بڑھ۔ ویا باغي الشر اقصر۔ اے شر کے طلبگار اب ذرا پیچھے ہٹ جا خدا نے شر کے دروازے اور جہنم کے دروازے بند کردیئے۔ تو اے شریر ذرا تو بھی اپنی شرارت چھوڑ دے۔ خداوند کریم سے ذرا شرم و حیا کر اور برائی چھوڑ دے۔

روزے کا اجر خاص

رمضان کی رحمتوں میں سے بڑی رحمت یہ بھی ہے کہ حضورؐ نے فرمایا کہ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے:

الصوم لي وانا اجزي به روزہ خاص میرے لئے ہے تو میں ہی اس کا اجر دوں گا۔

روزہ ایسی عبادت ہے کہ جو عاشق ہوگا وہی روزہ رکھے گا، روزہ کا علم کسی دوسرے کو نہیں ہوسکتا۔ یہ غیر اللہ کیلئے نہیں ہوسکتا، اس میں ریا و نمود نہیں آسکتی جو روزے رکھتا ہے وہ اپنے مالک اور رب کے رنگ میں

اپنے آپکو رنگتا ہے، اللہ کھاتا نہیں، پیتا نہیں، غنی ہے، صمد ہے، بے نیاز ہے ان تمام چیزوں سے، تو اسکا غلام بھی انہی چیزوں کو اپناتا ہے تو اجر بھی اللہ خاص طور پر خود ہی دیتا ہے، جیسا کہ ایک حاکم دربار منعقد کر کے کسی کو بلا لیتا ہے اور خاص اپنے ہاتھ سے اسے تمغہ سے نوازتا ہے، دوسرے وسائط اور ذرائع سے اتنی عزت نہیں ہوتی، تو روزہ دار کو اتنی بڑی خوشخبری ہے کہ براہ راست حق تعالیٰ کے انعام کا مستحق بنتا ہے۔ ایک دوسری قرات انا اجزی بہ'' کی ہے کہ میں خود اس کو بدلہ میں دیا جاؤں گا تو اسکی قدر و قیمت کی تو حد ہی نہیں کہ جو بندہ شرائط اور آداب کے مطابق روزہ رکھے گا وہ محبوب حقیقی کے وصال سے سرفراز ہوگا۔ تمام عالم کا بادشاہ، عالم کا مالک اور محبوب حقیقی جب اپنا دیدار روزے کے بدلے میں دیتا ہو تو اس سے بڑھ کر اور کیا ہوگا۔

روزہ قیامت میں بھی ساتھ دے گا

ایک روایت میں ہے کہ قیامت کے دن ظلم کرنے والوں کی نیکیاں اس کے بدلہ میں اصحاب حقوق لے لیں گے مگر یہ روزہ ایسی عبادت ہے کہ جس کا اوروں کو علم نہیں ہوگا، تو جب ساری نیکیاں اوروں کو حقوق میں دے دی جائیں گی جبکہ ہمارے ظلم اور حق تلفی کا تو کوئی حد نہیں، مظلوم سب کچھ لے لے گا مگر یہ روزہ اس وقت جہنم کی آگ کے سامنے ڈھال بن جائے گا یہ نیکی محفوظ رہے گی الصوم جنۃ روزہ ایک ڈھال ہے۔

رمضان اور نزول قرآن کا باہمی تعلق

پھر ان سب نعمتوں سے بڑھ کر نعمت وہی ہے جو میں نے عرض کر دی کہ خدا نے اس ماہ ہمیں قرآن کا طالب بنادیا۔ یہ طالب علمی کا زمانہ ہے اور طالب العلم وہی ہے جو بھوکا ہو، پیاسا ہو، راتوں کو جاگتا ہو، یکسو ہو کر ایک ہی طرف کار ہے، توجہ ایک طرف ہو جائے رات کو قرآن تراویح میں پڑھنا اور سننا اور دن کو اس کے سبق اور تعلیم کی لذت میں اس کے تصور میں اور اس پر عمل کرنے میں مستغرق رہنا یہ قرآنی تعلیمات کی عملی تربیت ہے۔ قرآنی تعلیمات کی اس لئے روزہ ہی میں قرآن نازل کیا گیا۔ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ (البقرۃ: ۱۸۵) خداوند کریم نے بیت العزت سے آسمان دنیا میں اسی ماہ قرآن اتارا۔ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ پھر بیت العزت سے نزول جو شروع ہوا وہ بھی ایک روایت کے مطابق رمضان ہی میں ہوا تو چاہیے کہ رات دن تلاوت کا اہتمام کریں رات کو ایک مرتبہ تراویح میں قرآن سننا سنت ہے اور پھر ہمارے اکابر امام ابوحنیفہؒ جیسے بزرگ تو ہر دن اور ہر رات ایک ختم فرمایا کرتے، ان حضرات نے رمضان کا کوئی لمحہ اور کوئی لحظہ ضائع نہیں کیا، اگر تلاوت نہ کرسکیں تو استغفار، تسبیح اور تمجید اور ذکر تو کرسکتے ہیں۔ ان امور میں غفلت نہ کریں۔

حدیث کی تشریح

حدیث کی تشریح کے لئے تو وقت نہیں رہا البتہ اس کا ترجمہ عرض ہے۔ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام لوگوں میں سب سے زیادہ سخی تھے اور آپ کی سخاوت رمضان میں انتہا کو پہنچ جاتی تھی۔ جب حضرت جبرائیلؑ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات فرماتے اور جبرائیلؑ رمضان شریف کی ہر رات میں آپ سے ملاقات فرماتے تھے، اور قرآن کریم کا دور کرتے تھے، پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیر کے معاملہ میں چلتی ہواؤں سے زیادہ تیز ہو جاتے تھے۔

سخاوت اور جود میں فرق

حدیث شریف میں لفظ جود ہے۔ سخاوت اور جود میں فرق ہے۔ سخاوت صرف مال کی تقسیم کا نام ہے اور جود اعطا ماینبغی لمن ینبغی کو کہتے ہیں جو کہ عام ہے صرف مال دینے پر موقوف نہیں بلکہ جو شئے بھی جس کیلئے مناسب ہو اسے دے دی جائے۔ بلا امتیاز تمام اشیاء کی تقسیم کا نام جود ہے۔ مثلاً فقیروں کو اموال تقسیم کرنا تشنگانِ علوم کیلئے افاضہ علم کرنا گم کردہ راہوں کیلئے ہدایت کرنا یعنی ہر کام اپنے محل میں کرنا یہ ہے جود۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جود

تو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اجود الناس تھے۔ آپؐ ہر شخص کو وہ چیز عطا فرماتے جو اس کے مناسب حال ہوتی تو جود ایک ملکہ ہے اور سخاوت اس کا اثر ہے اور پیغمبر علیہ السلام اپنے ملکات کے اعتبار سے تمام اہل کمال پر تفوق رکھتے تھے، پیغمبر کی سخاوت کی بھی نظیر نہیں۔ بحرین سے ایک لاکھ روپیہ آیا نماز کے بعد سب کو تقسیم کر دیا اپنے لئے کچھ بھی نہ چھوڑا۔ ایک دفعہ عصر کی نماز ادا فرماتے ہیں جلد حجرہ مبارک تشریف لے گئے اور سونے کا ایک ٹکڑا ہاتھ میں لے آئے، فرمایا یہ ٹکڑا گھر میں تھا میں نے اس لئے جلدی کی کہ پیغمبرؐ کے گھر میں ایسی چیزوں کا رہنا مناسب نہیں، ایک دفعہ حضرت عائشہؓ کے گھر میں پھولدار گدا بچھا ہوا دیکھا، تو واپس تشریف لے آئے حضرت ام المومنین گھبرا گئیں، عرض کیا کہ حضرت! کیوں واپس تشریف لے جا رہے ہیں، فرمایا مالی وللدنیا ہمارا دنیا سے کیا تعلق۔ عرض کیا کہ آپ کے آرام کے لئے یہ تکیہ بنایا تو مالی وللدنیا کہہ کر فوراً تقسیم کر دیا۔ ایک خاتون بڑے اشتیاق سے ایک تہبند لائیں۔ عرض کیا کہ حضرت! آپ اسے پہن لیں، حضورؐ نے ازراہ شفقت قبول فرمایا اور پہن لیا۔ ایک صحابیؓ نے دیکھ کر چھوا اور کہا یہ تو بہت عمدہ ہے دے دیجئے۔ آپ فوراً مکان میں تشریف لے گئے، پرانا تہبند پہنا اور اس کو تہ کر کے اس صحابی کو عنایت فرمایا۔ لوگوں نے اس صحابیؓ کو ملامت کی تو صحابیؓ نے جواب دیا کہ میں نے اسلئے تہبند مانگا کہ اس کا اتصال آپؐ کے بدن مبارک سے ہو چکا ہے میں اسے اپنے کفن میں رکھنا چاہتا ہوں کہ آپ کے جسدِ اطہر سے یہ کپڑا

مس ہوا ہے تو میرے لئے نجات کا ذریعہ بنے گا۔ غزوہ حنین کے موقع پر بہت سے دیہاتیوں نے آگھیرا کہ کچھ عنایت فرمایئے ہم آپ کا مال نہیں مانگتے، آپکے باپ کا مال نہیں مانگتے، اللہ کا مال مانگتے ہیں، آپ انکی اس گستاخانہ گفتگو سے متاثر نہ ہوئے، اور نہ برا مانا اور برابر مال دیتے رہے حتی کہ ازدحام کی وجہ سے پیچھے ہٹتے ہٹتے کیکر کے درخت میں الجھ گئے فرمایا گیا کہ اگر اس وادی کے خاردار درختوں کی مقدار میں میرے پاس مویشی ہوتے تو سب کو تقسیم کردیتا...... یادرکھیں کہ اس موقع حنین میں ۲۴ ہزار اونٹ اور چالیس ہزار بکریاں اور بارہ ہزار اوقیہ (ایک اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے) تقسیم کردیئے۔ یہ ہے آپؐ کے شان جود کا ادنیٰ کرشمہ۔

حضورؐ کا تخلق باخلاق اللہ

رمضان شریف میں حضورؐ کا جود بہت بڑھ جاتا تھا۔ کیونکہ رمضان شریف میں خداوندکریم کا جُود لامتناہی اور بے شمار ہوتا ہے تو تخلقوا باخلاق اللہ کی فضیلت بھی پیغمبر علیہ السلام سب سے زیادہ حاصل کرنا چاہتے تھے۔ جب خداوندکریم کے جود کی رمضان شریف میں یہ حالت کہ الصوم لی وانا اجزی بہ ، او من قام رمضان ایماناً و احتساباً غفرلہ ماتقدم من ذنبہ جو شخص رمضان مین ایمان و یقین کیساتھ حسبۃً للہ عبادت کرے تو اس کے سابق گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں پھر اس رمضان میں لیلۃ القدر کے اندر قیام کرنے والوں اور عبادت گزاروں کو ہزار مہینوں کی عبادت سے زیادہ اجر دیتے ہیں تو پیغمبر کا جود بھی حد سے زیادہ ہوجاتا تھا اور جس طرح رب العالمین رمضان میں احسانات اور رحمت کی بارش برساتا ہے تو حضور پرنور اس ماہ مبارک میں جود و کرم زیادہ فرماتے تھے۔ خصوصاً اس وقت جب کہ رمضان کی راتوں میں جبرائیلؑ علیہ السلام آکر قرآن مجید کا دور فرماتے تھے اور اس کی وجہ یہ بھی تھی کہ قرآن مجید کے دور کی وجہ سے علمی و عملی ترقیات ہوا کرتی ہیں اور حضورؐ کے کمالات میں جس قدر ارتقائی کیفیات جلوہ گر ہوتی تھیں، اسی قدر جود میں بھی ترقی ہوتی تھی، تاکہ یہ کمالات اپنی ذات تک محدود نہ رہیں بلکہ ساری امت کو اس سے بہرہ اندوز فرماتے تھے، تو رمضان شریف میں قرآن مجید کے دور کے وقت ان ہواؤں سے جو لوگوں کی نفع رسانی کے لئے چھوڑی جاتی ہیں زندگی کا مدار ہیں اس سے بھی آپ کی جود زیادہ ہوا کرتی تھی آپ رحمۃ اللعالمین ہیں۔ الغرض امت کو بھی چاہیے جو روحانی اولاد ہے کہ رات کو قرآن مجید کی تلاوت کرتی رہے اور جود و سخا کی صفت اپنے اندر پیدا کریں، تاکہ پیغمبرؐ کے نقشِ قدم پر چل کر نجات دارین حاصل کریں۔

واخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین

(قسط ۴۷) مرتب: مولانا حافظ عرفان الحق اظہار حقانی۔

عہد طالبعلمی میں مولانا سمیع الحق مدظلہ کے علمی منتخبات

۷۸-۱۹۷۷ء کی ڈائری

عم محترم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب دامت برکاتہم آٹھ نو سال کی نوعمری سے معمولات کی ڈائری لکھنے کے عادی تھے۔ ان ڈائریوں میں آپ اپنے ذاتی اور عظیم والد شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ کے معمولات شب و روز اور اسفار کے علاوہ اعزہ و اقارب، اہل محلہ و گردوپیش اور ملکی و بین الاقوامی سطح پر رونما ہونے والے احوال و واقعات درج فرماتے۔ آپکی اولین ڈائری ۱۹۴۹ء کی لکھی ہوئی ہے۔ جس سے آپ کا ذوق اور علمی شغف بچپن سے عیاں ہوتا ہے۔ احقر نے جب ان ڈائریوں پر سرسری نگاہ ڈالی تو معلوم ہوا کہ جابجا دوران مطالعہ کوئی عجیب واقعہ، تحقیقی عبارت، علمی لطیفہ، مطلب خیز شعر، ادبی نکتہ، اور تاریخی عجوبہ آپ نے دیکھا تو اسے ڈائری میں محفوظ کرلیا۔ اس پر دل میں خیال آیا کہ کیوں نہ مطالعہ کے اس نچوڑ اور سینکڑوں رسائل اور ہزارہا صفحات کے عطر کشید کو قارئین کے سامنے پیش کیا جائے جس سے آئندہ آنے والی نسلیں اور اسیران ذوق مطالعہ استفادہ کرسکیں۔ تاہم یہ واضح رہے کہ نہ تو یہ مستقل کوئی تالیف ہے اور نہ ہی شائع کرنے کے خیال سے اسے مرتب کیا گیا ہے۔ اسلئے ان میں اسلوب کی یکسانیت اور موضوعاتی ربط پایا جانا ضروری نہیں..... (مرتب)

مولانا انوار الحق کی سفر حج سے واپسی

۱۱ دسمبر ۱۹۷۷ء: برادر عزیز مولانا انوار الحق صاحب مدرس دارالعلوم حقانیہ سفر حج و زیارت سے واپس ہوئے۔ ریلوے اسٹیشن پر اساتذہ و طلبہ دارالعلوم اور شہریوں نے بہت بڑی تعداد میں خیر مقدم کیا حضرت شیخ الحدیث مدظلہ بھی تشریف لائے تھے۔ آپ نے تمام لوگوں کا شکریہ ادا کیا اور دعا فرمائی۔ احقر اور شفیق استقبال کے لئے راولپنڈی گئے تھے۔

مولانا عزیر گل اور ولی خان سے ملاقات

۱۴ دسمبر ۱۹۷۷ء: اسیر مالٹا حضرت مولانا عزیر گل صاحب کی زیارت و عیادت کیلئے ان کے گاؤں سیرئی سخاکوٹ گئے حضرت نے باصرار دوپہر کا کھانا کھلایا اور دو ڈھائی گھنٹہ تک مجلس رہی راپسی میں آپ جناب خان عبدالولی خان کو خوش آمدید کہنے ان کے گاؤں ولی باغ گئے جو حال ہی میں طویل قید و بند سے رہا ہو کر گھر پہنچے ہیں محترم ولی خان حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کے حالات معلوم کرتے رہے اور بتہ جلد ان کی

ملاقات کیلئے اکوڑہ آنے کا عزم ظاہر کیا۔ انہوں نے کہا کہ حضرت کی دعاؤں کا نتیجہ ہے کہ آج ملک ایک بہت بڑی لعنت سے نجات پا چکا۔

۱۲ دسمبر ۱۹۷۷ء: جناب خان غلام فاروق خان سابق ایم این اے و وفاقی وزیر وگورنر مشرقی پاکستان دارالعلوم تشریف لائے حضرت شیخ الحدیث کی عیادت کی موصوف عموماً تشریف لاتے رہتے ہیں۔

مولانا عبدالحق کے ابتدائی دور طالب علمی کے ساتھی شیخ شرف الدین کا انتقال

۱۷ دسمبر ۱۹۷۷ء: حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کے ابتدائی زمانہ طالب العلمی کے ایک رفیق شیخ شرف دین کا انتقال ہوا احقر نے جہانگیرہ میں ان کا نماز جنازہ پڑھایا اور تدفین کے بعد تقریر کی حضرت شیخ الحدیث صاحب نے اپنی طالب العلمی کا آغاز ان کے گاؤں اکھوڑی کیمبلپور سے فرمایا تھا شیخ صاحب مرحوم بھی ساتھ تھے اور اُن کے گھر قیام تھا۔

ایئر مارشل اصغر خان کے شیخ الحدیث مدظلہ کے متعلق تاثرات

۲۱ دسمبر ۱۹۷۷ء: تحریک استقلال کے سربراہ ریٹائرڈ ایئر مارشل اصغر خان صاحب اپنے سفر سرحد کے دوران اچانک حضرت شیخ الحدیث کی عیادت اور ملاقات کے لئے تشریف لائے احقر نے آپ کو دارالعلوم کے تمام شعبوں عمارات درسگاہوں اور دفتر الحق کا معائنہ کرایا قومی اتحاد سے علیحدگی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے میں نے ان سے کہا یہ دارالعلوم کے طالب علم اور علماء آپ سے ناراض ہیں کہ آپ نے اتحاد کے جہاز کو فضاء میں چھوڑ کر علیحدگی اختیار کی آپ نے فرمایا کہ نہیں ہمارا منزل مقصود ایک ہے اور ہم اسلامی نظام کے سلسلہ میں جمعیۃ العلماء اسلام اور علماء کے ساتھ رہیں گے مگر بوجوہ ہمیں ایسا کرنا پڑا آپ نے دارالعلوم کے بارہ میں نہایت اچھے تاثرات ظاہر کئے۔ موصوف اپنے رفقاء کے ہمراہ دفتر اہتمام میں حضرت شیخ الحدیث صاحب کے ساتھ کچھ دیر رہے آپ دارالعلوم کے حالات علمی اور اسلامی امور اور سارے عالم اسلام کے لئے ایک رؤیت سے عید وغیرہ پر حضرت سے گفتگو کرتے رہے حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کے بارہ میں آپ نے فرمایا کہ آپ ایک عہد ساز شخصیت اور تاریخ ہیں۔ ہم ہمیشہ آپ کی رہنمائی کی محتاج رہیں گے۔ احقر نے مؤتمر المصنفین کے مطبوعات کا سیٹ بھی آپ کو پیش کیا ایئر مارشل نے اپنے تحریری تاثرات بھی قلمبند کئے۔

کتب خانہ کی تعمیر کا آغاز

دارالعلوم کی شایان شان لائبریری کی تعمیر آغاز ہوا۔ جس کی دارالعلوم کو بے حد ضرورت ہے۔ اس پر دو لاکھ کے مصارف کا تخمینہ ہے اور بڑے ہال کے علاوہ وسیع گیلریوں دارالمطالعہ، استقبالیہ کمرہ اور

دارالتصنیف والتحقیق پر مشتمل ہوگا دارالعلوم کے مغربی زمین کی حد بندی کا کام بھی شروع کردیا گیا ہے۔

۲۷ دسمبر ۱۹۷۷ء: شعبہ تعلیم القرآن دارالعلوم (مڈل سکول) کے دیرینہ استاذ ماسٹر مولوی غلام محمد صاحب کا انتقال ہوگیا۔نماز حضرت شیخ الحدیث صاحب نے پڑھائی۔

دارالعلوم کے ابتدائی دور کے استاد مولانا میاں محمد فیاض کی رحلت

۳۰ دسمبر ۱۹۷۷ء: دارالعلوم کے سابق مدرس مولانا محمد فیاض صاحب فاضل دیو بند کا پشاور میں انتقال ہو گیا۔ دارالعلوم سے احقر کے علاوہ مولانا سلطان محمود ناظم دفتر اہتمام مولانا انوارالحق اور دیگر کئی لوگوں نے شرکت کی۔ جنازہ اُٹھنے سے قبل حاضرین کی اصرار پر میں نے علماء کی رحلت اور مولانا کی وفات پر تقریر کی مرحوم دارالعلوم کے مولانا شیر علی شاہ صاحب حال جامعہ اسلامیہ مدینہ طیبہ کے بہنوئی بھی تھے۔مرحوم نے چھوٹے اور معصوم بچے چھوڑے۔

صفر کے پہلے ہفتہ میں دارالعلوم کے سہ ماہی امتحانات شروع ہوئے جو ایک ہفتہ تک جاری رہے تحریری اور تقریری امتحانات کا سارا کام اساتذہ دارالعلوم کے نگرانی میں ہوا۔

حضرت شیخ الحدیث مدظلہ نے ضعف بصارت اور بیماری کے باوجود ترمذی شریف کا درس کتاب الحج سے شروع فرمایا مگر دس پندرہ دن کے بعد علالت بڑھ جانے سے درس دینے کا سلسلہ پھر رک گیا۔

شیخ الحدیث صاحب کی بینائی میں روز بروز کمی اور اس سلسلہ میں سفر لاہور

۱۰ جنوری ۱۹۷۸ء: حضرت شیخ الحدیث مدظلہ مدت سے امراض کے علاوہ بینائی کے عارضہ میں مبتلا ہیں جو دن بدن کم ہوتی جارہی ہے۔آپ کو اپنے امراض قلب سے زیادہ ہر وقت درس حدیث کے ناغہ ہونے کا فکر رہتا ہے۔اس لئے بینائی کے بارہ میں بے حد پریشان ہے۔بعض احباب کے مشورہ سے لاہور کا سفر ہوا اور جناب ڈاکٹر سرجن یقین صاحب انچارج داتا دربار ہسپتال اور گنگا رام ہسپتال کے ماہر امراض چشم ڈاکٹر منیر الحق صاحب نے نہایت محبت وعقیدت کے ساتھ آنکھوں کا تفصیلی معائنہ کیا مگر افاقہ کے سلسلہ میں تسلی بخش رائے ظاہر نہیں کی۔تیسرے دن لاہور سے واپسی ہوئی۔لاہور میں آپ نے مولانا مفتی محمود صاحب مدظلہ کی عیادت کی جو علاج کیلئے وہاں موجود تھے۔اس موقع مولانا عبیداللہ انور صاحب اور مولانا محمد اجمل صاحب بھی موجود تھے۔اس سفر میں احقر کے علاوہ مولانا انوارالحق،میاں حضران شاہ اور شفیق الدین بھی ساتھ رہے لاہور میں حسب معمول آپ کا قیام حضرت اقدس مولانا مفتی محمد حسن صاحب مرحوم کے دولت خانہ جامعہ اشرفیہ نیلا گنبد میں رہا اور آپکے صاحبزادہ مولانا فضل الرحیم صاحب نے ہر طرح خاطر مدارات کی سعی کی۔

۲۵ جنوری ۱۹۷۸ء: دارالعلوم حقانیہ کے مجلس شوریٰ کے ممتاز رکن جناب عبدالخالق خلیق صاحب کا پشاور میں انتقال ہو گیا۔ حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کی نمائندگی جنازہ میں احقر نے فرمائی اور دارالعلوم میں مرحوم کیلئے دعائے مغفرت کی گئی۔

ریڈیو پاکستان کا دارالعلوم کے بارے میں شیخ الحدیث صاحب اور میرا انٹرویو لینا

۲۸ دسمبر ۱۹۷۷ء: ریڈیو پاکستان پشاور نے دارالعلوم کے حالات پر ریڈیو فیچر بنایا اور یہاں آکر کئی شعبوں کے حالات ریکارڈ کئے حضرت شیخ الحدیث سے انٹرویو ریکارڈ کیا اور دارالعلوم کے معاملات کے علاوہ نظام تعلیم مدارس عربیہ نظام اور کئی اہم امور پر احقر کی گفتگو ریکارڈ کی یہ انٹرویو اور پروگرام اسی ہفتہ رات کو پشاور ریڈیو سے تقریباً پون گھنٹہ کے پروگرام میں نشر ہوا۔

۹ فروری ۱۹۷۸ء: مدیر البلاغ کراچی مولانا محمد تقی عثمانی صاحب تشریف لائے اور دو تین دن تک یہاں اکوڑہ خٹک آکر ساتھ رہے اس دوران آپ نے قدیم مسجد دارالعلوم حقانیہ واقع محلّہ گگے زئی میں خطاب جمعہ بھی فرمایا اور دارالعلوم کے طلبہ سے بھی مختصر خطاب کیا۔

۲۰ فروری ۱۹۷۸ء: جناب مولانا محمد فیاض صاحب مرحوم کی اہلیہ محترمہ (جو حضرت مولانا شیر علی شاہ صاحب سابق مدرس دارالعلوم) کی ہمشیرہ تھیں کا بھی اچانک انتقال ہو گیا معصوم بچے والد کے بعد بہت جلد اپنی والدہ سے بھی محروم ہو گئے خاندان کیلئے دوہرہ صدمہ نا قابل برداشت ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں صبر جمیل عطا فرماوے۔

بعض غیر ملکی طلباء کی جزوی دستار بندی

۲۹ ربیع الاول: دارالعلوم حقانیہ کا جلسہ دستار بندی ایک مدت سے نہیں ہو سکا اس طرح تقریباً ڈیڑھ ہزار فضلاء کی تعداد دستار بندی کی منتظر ہے۔ تاہم دیگر ممالک کے بعض طلباء فراغت کے بعد تبرکا اساتذہ سے گاہے گاہے دستار بندی کراتے ہیں اس سلسلہ میں آج قندہار افغانستان کے تین فضلاء مولوی عبدالرؤف قندہاری، مولانا عبدالہادی، مولوی فضل الرحمان صاحب کی دستار بندی دارالحدیث میں اساتذہ کے ہاتھوں انجام پائی۔ جس میں حضرت شیخ الحدیث مدظلہ بھی شریک ہوئے، طلباء نے اس خوشی میں اساتذہ اور ساتھی طلباء کو ظہرانہ دیا۔

۱۴ مارچ ۱۹۷۸ء: دارالعلوم کے ایک ہونہار طالب علم مولوی خان محمد بلوچستانی (پشین) دارالعلوم کے سامنے گزرنے والی ریل کی پٹری پر ریل کار کی زد میں آکر شدید مجروح ہوئے، موصوف اس وقت پشاور میں زیر علاج ہیں اور اب بحمد اللہ خطرے سے باہر ہیں۔

مولانا اللہ یار چکڑالوی کی آمد

۹ ربیع الثانی مطابق ۱۹ مارچ ۱۹۷۸ء: پنجاب کے ایک بزرگ مولانا اللہ یار صاحب چکڑالوی اپنے بعض

معتقدین سمیت حضرت شیخ الحدیث کی زیارت کیلئے دارالعلوم تشریف لائے اور دیر تک آپ کے ساتھ بات چیت کی دارالعلوم کی عمارات اور تفصیلات کا معائنہ کرایا، آپ نے کتاب الآراء میں لکھا کہ۔ لولم رایتھا لرجعت حزینا اگر میں نے دارالعلوم کو دیکھا نہ ہوتا تو مجھے بے حد افسوس رہتا۔

۲۱ مارچ: قبائلی علاقہ لنڈیکوتل کے ایک نہایت دیندار اور صاحب خیر بزرگ الحاج گل حسن صاحب جو دارالعلوم کے بھی معاون تھے، انتقال فرما گئے، نماز جنازہ میں شرکت کیلئے احقر گیا مرحوم کے خاندان سے اظہار تعزیت کیا، واپسی میں پشاور میں الحاج شیر افضل خان صاحب بدرشی صدر تعمیری کمیٹی دارالعلوم حقانیہ اور حضرت علامہ مولانا شمس الحق افغانی مدظلہٗ کی عیادت بھی کی ہر دو حضرات ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔

۲۳ مارچ: دارالعلوم کے شعبۂ اطفال مدرسہ تعلیم القرآن مڈل سکول کے سالانہ امتحانات دینیات ہوئے۔

تبلیغی جماعت کے بیرونی وفد کی آمد

۲۶ مارچ: تبلیغی جماعت کا ایک بیرونی وفد دارالعلوم آکر دو تین روز تک مسجد دارالعلوم میں مقیم رہا وفد میں سعودی عرب، یمن اور امریکہ وغیرہ کے افراد شریک تھے، اس دوران انہیں اساتذہ دارالعلوم سے ملاقات کی غرض سے اساتذہ دارالعلوم سمیت دارالحدیث میں ظہرانہ بھی دیا گیا۔ علماء و اساتذہ سے باہمی تعارف پر وفد نہایت مسرور ہوا۔

چیف سیکرٹری سرحد اجلال حیدر زیدی کی آمد اور شیخ الحدیث و دارالعلوم کے متعلق رائے

۲۷ مارچ: حکومت سرحد کے چیف سیکرٹری جناب اجلال حیدر زیدی صاحب حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کی زیارت اور عیادت کیلئے دارالعلوم تشریف لائے اور دفتر اہتمام میں دیر تک ان کے ساتھ رہے۔ احقر نے انہیں دارالعلوم کا سرسری معائنہ کرایا، صوبہ سرحد کے مشیر اطلاعات جناب شیر محمد خان صاحب بھی آپ کے ہمراہ تھے۔ چیف سیکرٹری صاحب نے مہمانوں کی کتاب میں لکھا کہ: ”آج بہت عرصہ کے بعد مولانا عبدالحق صاحب سے ملاقات ہوئی، دارالعلوم حسب سابق ترقی کی راہ پر گامزن ہے اور یہ مولانا عبدالحق صاحب کی قیادت کا کمال ہے“۔ مشیر اطلاعات صاحب نے لکھا کہ ”دارالعلوم دین کا ایک مینار ہے جس کی روشنی دنیا کے گوشہ گوشہ میں پہنچ رہی ہے“۔

ذیلی کمیٹی مجلس شوریٰ برائے مشاہرات اجلاس

۲ اپریل: مجلس شوریٰ دارالعلوم حقانیہ کی ذیلی کمیٹی برائے مشاہرات کی میٹنگ حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کی صدارت میں ہوئی جس میں مولانا قاری محمد امین قاری سعید الرحمان صاحب راولپنڈی مولانا ولایت شاہ

کاکاخیل حکمت آباد، احقر اور مولانا سلطان محمود صاحب ناظم نے شرکت کی کمیٹی نے اساتذہ دارالعلوم و تعلیم القرآن و دیگر عملہ کی تنخواہوں میں اضافہ کیا۔

۱۳ اپریل: حضرت شیخ الحدیث مدظلہ آنکھوں اور امراض قلب کے معائنہ کیلئے راولپنڈی تشریف لے گئے جہاں بریگیڈیر پیرزادہ صاحب آئی سپیشلسٹ اور جناب کرنل ذوالفقار صاحب امراض قلب نے تفصیلی معائنہ کیا۔

علماء کے انتقال پر دارالعلوم میں تعزیت اور ایصال ثواب

۱۵ اپریل: دارالعلوم میں مولانا پیر مبارک شاہ صاحب مردان، مولانا فضل احمد صاحب دارالعلوم اسلامیہ لکی مروت مولانا محمد یعقوب صاحب سابق ایم پی اے (جمعیۃ العلماء اسلام) کی وفات پر اظہار تعزیت اور ختم کلام پاک کے بعد ایصال ثواب کیا۔

۱۵ اپریل: دارالعلوم کے ششماہی تحریری و تقریری امتحانات شروع ہوئے جو ایک ہفتہ تک جاری رہیں گے۔

حضرت قاری محمد طیب مدظلہ کا سفر پاکستان اور حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کا سفر لاہور

مئی کے پہلے ہفتہ میں حکیم الاسلام مولانا قاری محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیو بند لاہور تشریف لائے اس موقع پر حضرت کے میزبان جامعہ اشرفیہ لاہور نے حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہ کو بھی لاہور تشریف لا کر جامعہ کے جلسہ دستار بندی میں شرکت کی دعوت دی۔ خود حضرت قاری صاحب سے ملاقات کے داعیہ اور خواہش نے بھی حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کو ضعف و علالت کے باوجود لاہور جانے پر آمادہ کیا۔ چنانچہ ۵ مئی کو حضرت شیخ الحدیث لاہور روانہ ہوئے، ان کے ساتھ احقر کے علاوہ ان کے برادر خورد مولانا انوارالحق اور شفیق صاحب بھی تھے۔ عصر کو حکیم الاسلام مدظلہ سے ملاقات ہوئی وہ دیکھنے کا منظر تھا۔ حضرت قاری صاحب مدظلہ حضرت کو دیکھ کر بار بار فرماتے کہ زیارت کی بے انتہا خوشی ہے۔ مگر اتنے ضعف میں میری خاطر تشریف لانے سے طبیعت پر بے حد بار اور بوجھ ہے۔ ان کی پہلی مجلس میں جو گفتگو ہوئی اس کو محفوظ کیا گیا جو کہ یہ ہیں:

اکابر کی مجلس میں دارالعلوم دیو بند کی باتیں

حکیم الاسلامؒ اور شیخ الحدیث کے درمیان مکالمہ کی ایک رپورٹ

حکیم الاسلام: ویسے تو خوشی کی انتہا ہو گئی مگر تکلیف بھی ہوئی آپکی تکلیف فرمانے سے حضرت کی شفقت اور محبت کی بات ہے۔

شیخ الحدیث: آپ کی صحت کیسی ہے؟

حکیم الاسلام: ضعف کافی بڑھ گیا ہے کچھ عمر کا ضعف ہے، کچھ عوارض بھی بڑھ گئے مگر یہ غنیمت ہے کہ کام ابھی تک رکا نہیں۔

شیخ الحدیث: صاحبزادگان ٹھیک ہیں ساتھ تشریف نہیں لائے۔

حکیم الاسلام: اسلم کو لانے کا ارادہ تھا ان کے بچے بھی تیار تھے، مگر اس بار دو چار دن قیام تھا افریقہ کا سفر بھی درپیش تھا کہ ہمارے مولانا عبید اللہ (جامعہ اشرفیہ) پہنچ گئے، ویزا لائے کہ دس بارہ دن سہی۔

شیخ الحدیث: یہ حضرت مفتی صاحبؒ (مفتی محمد حسنؒ) کی کرامت ہے کہ آپ تشریف لے آئے ہیں افریقہ جانے کا ارادہ ہے؟

حکیم الاسلام: وہ بیچ میں پاسپورٹ ویزا وغیرہ کی وجہ سے لٹک گیا ہے، اب بیچ میں سفر آ گیا ہے امریکہ کا جہاں کئی مسلم سوسائٹیوں نے دعوت دی، اب تو افریقہ جانا سفر امریکہ کے بعد ممکن ہوگا۔

شیخ الحدیث: امریکہ میں مسلمان تو بہت زیادہ ہیں۔

حکیم الاسلام: جی ہاں میرے کئی عزیز دو نواسے ان کے بیوی بچے وغیرہ بھی وہاں ہیں

شیخ الحدیث: دارالعلوم (دیوبند) کی حالت تو بہتر ہے؟

حکیم الاسلام: جی ہاں! الحمدللہ تعمیرات بھی جاری ہیں۔

شیخ الحدیث: طلبہ کی تعداد تو زیادہ ہے؟

حکیم الاسلام: جی ہاں! مگر پاکستانی تو کچھ بھی نہیں نہ اساتذہ میں سے کوئی مولانا عبدالخالق بھی آگئے، جناب بھی یہیں آگئے مولانا شمس الدین کشمیری بھی (غالباً مولانا محمد شریف مدظلہ) یہیں رہ گئے۔

شیخ الحدیث: تعمیر کا سلسلہ بھی جاری ہے؟

حکیم الاسلام: جی ہاں! تعمیر کا سلسلہ برابر جاری ہے، ابھی ایک دارالمدرسین بنوایا مگر وہ تنگ ہو گیا، بہت سے حضرات رہ گئے، کرایہ پر مکانات دستیاب نہیں ہوتے، پھر دوسری جگہ باب الظاہر کے بالکل سامنے مغرب کیطرف زمین خریدی گئی، اس میں دس بارہ مدرسین کیلئے مکان بننے کا اندازہ ہے۔

شیخ الحدیث: دار خام تو بالکل پختہ ہو گیا ہوگا؟

حکیم الاسلام: ابھی تک تو پختہ ہوا نہیں کچھ مرمت کرائی گئی تھی اس میں بھی رہتے ہیں لوگ

شیخ الحدیث: بخاری شریف تو حضرت ہی کے پاس ہے؟

حکیم الاسلام: جی ہاں نام پر تو میری ہے، مگر سفر اتنے درپیش ہو جاتے ہیں کہ ایک آدھ باب ہی پڑھا سکتا ہوں مولانا رشید احمد خان صاحب جو نائب مہتمم ہیں متقی صالح، ذی استعداد علماء میں سے ہیں، اب انکے سپرد

کردی ہے نام تو صدر مدرس کا مولانا فخر الحسن کا ہے مگر وہ اتنے ضعیف ہو چکے ہیں کہ چلنا پھرنا بھی دشوار ہے۔

شیخ الحدیث: اور مولانا معراج الحق صاحب؟

حکیم الاسلام: جی ہاں وہ پڑھا رہے ہیں مگر عوارض بڑھ گئے وہ بھی کمزور ہیں۔

شیخ الحدیث: قسمت کی بات تھی کہ پاکستان بننے کی وجہ سے ہم آپ کے قدموں سے دور ہو گئے خواب و خیال میں بھی یہ بات نہ تھی کہ اتنی دوری آجائے گی۔

حکیم الاسلام: جی ہاں۔

شیخ الحدیث: مولانا اعزاز علی صاحبؒ سے ایک دن میں نے پوچھا کہ تقسیم ہو بھی جائے تو کیا ہوگا، فرمایا تمہارا کیا خیال ہے میں نے کہا کہ ایسا ہوگا جیسے ایک ضلع سے دوسرے ضلع میں آیا جایا کرتے ہیں فرمایا نہیں ایسا نہیں ہوگا پھر ایک دوسرے کے دیکھنے کیلئے ترسیں گے۔

حکیم الاسلام: جی ہاں ایسا ہی ہوا یعنی اب واقعی لندن، امریکہ جانا آسان ہے مگر لاہور آنا مشکل ہے، اس کے باوجود آجا بھی رہے ہیں لوگ۔

شیخ الحدیث: اب تو کچھ امید افزا تعلقات پیدا ہو رہے ہیں۔

حکیم الاسلام: جی ہاں خدا کرے کہ مسالمت کی صورت ہو جائے۔

شیخ الحدیث: اللہ تعالیٰ آپ کو عافیت عطا فرمائے تاکہ فیض جاری رہے، مجھے کئی امراض لاحق ہیں، بینائی کام نہیں دے رہی ایک آنکھ کا اپریشن ناکام رہا اتنا ہے کہ راستہ کچھ نظر آجائے مگر یہ صدمہ ہے کہ درس کا سلسلہ منقطع ہوا۔

حکیم الاسلام: او ہو، اللہ رحم کرے یہ تو واقعی صدمہ ہے کہ درس منقطع ہوا مگر بہر حال آپ کا تو وجود بھی غنیمت ہے اللہ تعالیٰ فیض اور برکت جاری رکھے۔

شیخ الحدیث: یہ سب اللہ کا احسان ہے اور آپ حضرات کی دعائیں ہیں، ورنہ۔

حکیم الاسلام: ہم تو دعائیں برابر کرتے ہیں اور تو کسی کام کے ہیں نہیں، حضرت! مجھ پر تو بہت بوجھ پڑا، آپ کی تشریف آوری سے خوشی بھی بہت ہوئی، مگر اتنی تکلیف فرمائی، میرے لئے تو سعادت ہے مگر۔

شیخ الحدیث: ہمارا فریضہ ہے کہ آپ کا شرف نیاز حاصل کریں بزرگوں میں آپ کو اللہ نے ہر حیثیت سے بزرگی عطا فرمائی ہے، ظاہری معنوی بزرگی، وجاہت اساتذہ کی دعائیں شفقتیں۔

حکیم الاسلام: اب وہاں ویزا ایک یا زیادہ سے زیادہ دو جگہ کا دیتے ہیں یہاں آئے اور کوئی بنائے تو الگ بات ہے (اشارہ تھا اکوڑہ خٹک نہ جا سکنے کا، جبکہ عموماً تشریف آوری ہوتی رہتی تھی)

حکیم الاسلام: اب کون پڑھا رہے ہیں۔آپ کی جگہ؟

شیخ الحدیث: فضلاء دیوبند اور سہارنپور کے معمر قابل اساتذہ ہیں اور نوجوان فضلاء بھی ہیں

حکیم الاسلام: الحمد للہ کہ کام تو برابر جاری ہے۔

شیخ الحدیث: حضرت دارالعلوم کی مالی حالت کیسی ہے؟

حکیم الاسلام: الحمد للہ بہتر ہے مصارف بڑھتے جارہے ہیں اس سال کوئی ۲۶ لاکھ کا خرچ ہے، کبھی لوگ پوچھتے ہیں کہ خزانے میں کیا ہوگا کہا دو تین لاکھ تو وہ پوچھتے ہیں کہ یہ خرچ پھر کیسے چلے گا؟ میں نے کہا کہ ہم یہ بتا نہیں سکتے کہ کیسے چلے گا مگر یہ کہہ سکتے ہیں کہ ضرور چلے گا کہا یہ کیا؟ اصول تو کوئی ایسا ہے نہیں میں نے کہا اصول سے بالاتر ہے یہ معاملہ یہ محض فضل خداوندی ہے۔

شیخ الحدیث: حضرت نے یہی ایک دفعہ فرمایا کہ لوگ بجٹ کو آمدنی کے تابع بناتے ہیں مگر ہم ضرورت کو دیکھ کر نہ کہ آمدنی کو بس پھر خدا مدد کر ہی دیتا ہے۔

حکیم الاسلام: میرے والد ماجد کا زمانہ تھا اہتمام کا تو اس دوران حضرت شیخ الہندؒ نے خواب میں حضرت نانوتویؒ کو دیکھا اور یہ فرمایا کہ احمد سے کہہ دینا کہ وہ ہمارے زمانے کی بات تو نہیں آسکتی اب، لیکن پیسے میں کمی نہیں کوئی فکر نہ کرے یہ خواب جب حضرت شیخ الہندؒ نے میرے والد ماجد کو سنایا تو انہوں نے کہا کہ پھر لایئے پیسے حضرت شیخ الہندؒ نے فرمایا یہ تو ان سے مانگئے جنہوں نے وعدہ کیا ہے، میں تو واسطہ ہوں بس یہ ان بزرگوں کی دعاؤں کا نتیجہ ہے ورنہ ایسے حالات میں اتنے بڑے مصارف کا پورا ہو جانا سوائے کرامت کے اور کیا کہا جائے

شیخ الحدیث: غلے کا بندوبست ہو جاتا ہے؟

حکیم الاسلام: پہلے تو پنجاب تھا اور یہاں سے ہمیں کم قیمت پر مل جاتا تھا، کچھ ویسے مدد کرتے تھے، یہ راستہ بند ہو گیا، تو یوپی کے حضرات میرٹھ، مظفر نگر نے غلہ کی ذمہ داری لی اور بلا قیمت دینے کا وعدہ کیا صرف لدان ہمارے ذمہ ڈالا، تو اب وہ اس سے بھی کم میں پورا ہو جاتا ہے سفراء بھی سفر کرتے ہیں مگر ان کے ذریعہ سے آمدنی دو تین لاکھ ہو بھی جائے تو ۲۶ لاکھ کو پورا کرنا محض فضل خداوندی ہے۔

شیخ الحدیث: طلبہ کی تعداد بھی تو اب زیادہ ہوگی (حضرت حکیم الاسلام فضلاء دارالعلوم کے بارہ میں سمجھے تو فرمایا)

حکیم الاسلام: دستار ملنے والے جن کی وجہ سے یہ صد سالہ جلسہ ہو رہا ہے کی تعداد گیارہ ہزار بنتی ہے مگر اندازہ ہے کہ پانچ چھ ہزار سے زیادہ نہیں ہو سکیں گے بہت سے جو گزر گئے بہت سوں کے پتے ابھی صحیح بھی نہیں ہوئے جن لوگوں کے صحیح پتے درج ہو سکے ہیں وہ تقریباً ۶ ہزار کے قریب ہیں اور مختلف ملکوں میں ہندوستان

میں انڈونیشیا میں ملائشیا میں، برما افریقہ سب جگہوں میں پھیلے ہوئے ہیں ادھر پاکستان میں تو ہزاروں کی تعداد ہے بحمد اللہ۔

شیخ الحدیث: اب سب کیلئے وہاں جلسہ گاہ قیام وغیرہ کا بندوبست جلسہ کے موقع پر ہو سکے گا؟

حکیم الاسلام: ایک تو مدعوین ہوں گے جن کا دارالعلوم ذمہ دار ہوگا جن کی تعداد آٹھ دس ہزار رکھی گئی ہے جسمیں فضلاء بھی ہوں گے اور مہمان بھی اور ایک ہوگا اعلان عام پر آمد ان کیلئے اتنا انتظام تو ضرور کرلیا جائے گا کہ وہ رات گزر بسر کرسکیں اور ظاہر ہے کہ ایک پورا شہر بسانا ہوگا خیموں کا ویسے ہوٹل وغیرہ بھی کھولے جائیں گے۔

شیخ الحدیث: باب الظاہر کی طرف ارادہ ہے؟

حکیم الاسلام: دارالعلوم میں یا اس کے قرب وجوار میں اتنی زمین نہیں لوگوں کا اندازہ ۸۰/۹۰ ہزار کا ہے مگر ظاہر ہے کہ کوئی قید آمد پر لگائی نہیں جاسکتی تو اندازہ ہے کہ لاکھوں کی تعداد میں آمد ہو، ہر صوبے میں انتظار ہے اور ایک ایک آدمی نے ۳۰/۴۰ اوروں کو بھی تیار کر رکھا ہے، تو اتنی جگہ تو ہے نہیں کھلا ہوا میدان چاہئے تو وہاں کے ہندوؤں نے کہا کہ دیوی کنڈ کے متصل جو میدان ہے وہ بہت مسطح اور بہت دور تک ہے کہا کہ اسمیں آپ جلسہ کریں بلکہ یہاں تک کہا کہ ہم سب کے مکانات موجود ہیں آپ اس میں مہمانوں کو ٹھہرائیں میرے خیال میں مدعوین کو دارالعلوم کے احاطہ میں ٹھہرانے کی سعی ہوگی پنڈال وغیرہ بھی ہوگا جو چھوٹا موٹا تو ہوگا نہیں

مولانا سمیع الحق: حضرت سب سے مشکل مسئلہ پاکستان والوں کا ہے ہزاروں لوگ مشتاق ہیں اس کیلئے بڑی سطح پر بات ہونی چاہئے کہ ویزا وغیرہ بروقت بنایا جاسکے واضح صورت حال سامنے نہیں آرہی، لوگ دریافت کرتے رہتے ہیں۔

حکیم الاسلام: پہلے تو اس سال نومبر کا مہینہ طے تھا مگر اسی مہینہ میں ہوگا حج، تو مکہ مکرمہ سے خطوط آئے کہ اس زمانہ میں یہاں سے کوئی نہیں جاسکے گا اور حجاج بھی نہیں آسکیں گے اور ہزاروں آدمی محروم رہ جائیں گے اس لئے اب مارچ ۱۹۷۹ء کا مہینہ رکھا ہے دسمبر میں سردی شدید ہوتی ہے مارچ میں موسم بھی معتدل ہو جاتا ہے یہی خیال ہے کہ یہاں ایک کمیٹی بھی بنائی گئی ہے کہ پاسپورٹوں کا بندوبست اوپر کی سطح پر مل ملا کر کریں مگر بظاہر اتنے ہزاروں افراد کے پاسپورٹ اور ویزے کا مسئلہ ہے سو دو سو کو تو عرسوں وغیرہ میں دے دیتے ہیں مگر دس بارہ ہزار آدمیوں کے پاسپورٹ اور ویزے کا مسئلہ مشکل لگ رہا ہے۔

مولانا سمیع الحق: اگر بروقت اقدامات نہ ہوئے تو یہاں کے لوگ محروم رہ جائیں گے آدھا دیوبند تو ادھر ہے ایک خیال تو یہ ہے کہ ایک جشن صد سالہ یہاں پاکستان میں منایا جائے۔

حکیم الاسلام: جی ہاں یہی خیال کچھ اوروں نے بھی ظاہر کیا ہے کہ تین جلسے ہوں ایک یہاں اور یہاں کے لوگ اس کی ذمہ داری لیں ایک بنگلہ دیش اور ایک ہو بھارت کے لئے، دارالعلوم میں۔

مولانا سمیع الحق: لیکن حضرت! لوگ تو دارالعلوم جا کر وہاں کی برکات اور وہاں کے در و دیوار کو دیکھنا چاہتے ہیں

حکیم الاسلام: جی اصل تو یہی ہے کہ وہاں کی برکات اور روحانیت حاصل ہو سکیں۔

مولانا سمیع الحق: حضرت! کئی علمی اور تصنیفی کاموں میں اور ویسے بھی دارالعلوم دیوبند کے فضلاء کی ایک جامع اور مکمل فہرست نہ ہونے سے مشکلات پیدا ہو جاتی ہیں، ایسی فہرست جس میں تمام فضلاء کے نام اور پتے ہوں۔

حکیم الاسلام: یہ تو کر لیں گے وہاں تو یہی کیا ہے کہ جن کے پتے معلوم ہوئے ان کے پاس فارم بھیج دیئے کہ کس زمانہ میں اور کیا خدمات انجام دیں تصانیف حدیث میں تفسیر میں جن کی آئیں وہ تصانیف بھی لاکھوں تک پہنچتی ہیں۔

نماز مغرب کے بعد حضرت شیخ الحدیث مدظلہ نے جامعہ اشرفیہ مسلم ٹاؤن لاہور کے جلسہ دستار بندی میں شرکت کی، جس میں حکیم الاسلام مدظلہ کی تقریباً دو گھنٹے تک عالمانہ تقریر ہوئی، دوسرے دن ۵ بجے بجے عصر کو لاہور کے باغ جناح کے سبزہ زار میں اسلام کا نظام مملکت نامی کتاب مصنفہ مولانا حامد الانصاری غازی کی تقریب رونمائی تھی جس میں حضرت حکیم الاسلام مدظلہ مہمان خصوصی تھے۔ اس تقریب میں بھی حضرت شیخ الحدیث مدظلہ آخر تک شریک رہے، حضرت حکیم الاسلام نے مذکورہ کتاب کے ضمن میں اسلام کے نظام حکومت پر مختصراً جامع انداز میں روشنی ڈالی اس کتاب کو مکتبہ الحسن جامعہ اشرفیہ نیلا گنبد لاہور نے شائع کیا ہے اور تقریب کا اہتمام مجلس العلماء پاکستان اور مولانا فضل الرحیم مہتمم جامعہ اشرفیہ نیلا گنبد کے مساعی سے ہوا تھا لاہور کے پڑھے لکھے سینکڑوں افراد اس میں مہمان تھے۔ ۷ مئی کو حضرت شیخ الحدیث نے بعض ماہر امراض قلب و ماہر امراض چشم ڈاکٹروں سے معائنہ کرایا۔ ۸ مئی کو حکیم الاسلام قاری محمد طیب صاحب مدظلہ واہگہ کے راستے عازم ہند ہوئے۔ سرحد تک حضرت کے ساتھ جانے کیلئے کئی خدام و معتقدین موجود تھے۔ احقر نے وہاں دارالعلوم دیوبند کیلئے مؤتمر المصنفین کی مطبوعات کا ایک سیٹ حضرت مدظلہ کی خدمت میں پیش کیا، واہگہ کے وی۔آئی۔پی روم میں آپ نے میری کتاب ''اسلام اور عصر حاضر'' کی فہرست مضامین وغیرہ کا مطالعہ کیا اور مختصر مگر سیر حاصل تبصرہ بھی کتاب پر تحریر فرمایا۔

سابقہ وزیر دفاع غلام فاروق کی آمد

متفرقات: ۲۹ اپریل: جناب غلام فاروق خان سابق ایم این اے و سابق وزیر دفاع حضرت شیخ الحدیث سے ملنے تشریف لائے، آپ نے زیر تعمیر لائبریری کے لئے پانچ ہزار روپے کا گرانقدر عطیہ دیا۔

۲۷ اپریل: آزاد تجارتی مارکیٹ باڑہ کے دینی مدرسہ کے جلسہ دستار بندی میں احقر، مولانا حسن جان، مولانا محمد فرید، مفتی مولانا محمد ہاروت اساتذہ دارالعلوم نے شرکت کی اور خطاب کیا، یہ مدرسہ فضلاء حقانیہ کی سعی واہتمام سے چل رہا ہے۔

۱۵ مئی: لاہور میں وفاق المدارس العربیہ کی مرکزی میٹنگ میں دارالعلوم سے مولانا حافظ انوارالحق نے شرکت کی۔

۱۸ مئی: دارالعلوم میں مولوی شرف الدین بلوچستانی فاضل حقانیہ کی دستار بندی حضرت شیخ الحدیث اور اساتذہ کے ہاتھوں انجام پائی۔

انجمن محبان صحابہ کے وفد کا میری سعی سے مشیر تعلیم سے ملاقات

۲۴ مئی: مولانا سمیع الحق صاحب نے انجمن محبان صحابہ ڈیرہ اسماعیل خان کی خواہش پر مذکورہ انجمن کے ایک نمائندہ وفد کے اسلام آباد میں وفاقی مشیر تعلیم خان محمد علی خان آف ہوتی سے ملاقات اور انہیں سکولوں کے نصاب دینیات کے سلسلہ میں شیعہ حضرات کی ریشہ دوانیوں اور اہل سنت کے خدشات اور بے چینی سے آگاہ کیا یہ ملاقات ایک گھنٹہ تک جاری رہی۔

دارالعلوم کے ایک بہت ہی پرانے کارکن ملک رحیم گل صاحب انتقال فرما گئے، مرحوم دارالعلوم کے ابتدائی شعبہ تعلیم القرآن کے بانی ارکان میں سے تھے۔

ختم بخاری شریف کی تقریب

۲۲ رجب مطابق ۲۹ جون: دارالعلوم کا تعلیمی سال اختتام پذیر ہوا۔ اسی دن بخاری شریف کے ختم کی تقریب تھی، ادھر دارالعلوم کی نوتعمیر عظیم الشان کتب خانہ کی وسیع اور شاندار عمارت جو بحمد اللہ قلیل عرصہ میں اہل خیر کے تعاون سے مکمل ہوگئی ہے اور جو اپنے حسن تعمیر، پختگی اور دیدہ زیبی کے لحاظ سے دعوت نظارہ دے رہی ہے اور اسلامی علوم وفنون کی عظمت کا ایک نشان معلوم ہوتی ہے۔ یہ ساری جدید عمارت حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کے نام نامی سے منسوب کی گئی ہے اور احاطۂ قاسمیہ کہلاتی ہے۔ اس تعمیر کا آغاز یکم صفر ۱۳۹۸ھ کو ہوا تھا۔

مناسب سمجھا گیا کہ ختم بخاری شریف کی مبارک تقریب ہی سے اس عمارت کا افتتاح ہو جائے، ادھر فارغ التحصیل ہونے والے طلبہ کی تمنا تھی کہ حضرت شیخ الحدیث مدظلہ اور دیگر اکابر اساتذہ کے ہاتھوں سے ہماری دستار بندی بھی ہوجائے۔ گو دارالعلوم کی طرف سے کسی رسمی تقریب کا اعلان نہیں تھا نہ عمومی دعوت دی گئی پھر بھی طلبہ کے ذریعہ دور دور تک محبین علم اور مخلصین دارالعلوم کو اطلاع ہوگئی تھی، ہزار ڈیڑھ ہزار مہمان

علماء طلباء اور دارالعلوم کے مخلص حضرات باہر سے پہنچ گئے۔ نو بجے سے پہلے ہی کتب خانہ کا ہال اور اس کی تمام گیلریاں کھچا کھچ بھر گئی تھیں، یہ سارا منظر دیدنی تھا۔

اولاً تمام حاضرین نے ختم کلام پاک کیا۔ اتنے کثیر مجمع کی تلاوت سے در و دیوار گونج اٹھے، کتب خانہ کے سامنے لوگوں کے ہجوم کی وجہ سے شامیانے لگائے تھے، ختم کلام پاک کے بعد حضرت شیخ الحدیث مدظلہ نے بخاری شریف کی آخری حدیث پڑھی، اس کے بعد جانے والے طلبہ کو مفید نصائح سے نوازا اور سند حدیث بھی دی گئی۔ حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کی طویل اور پرسوز دعا سے پورے مجمع پر رقت طاری ہوگئی فارغ التحصیل ہونے والے طلبہ مستقبل کی دینی ذمہ داریوں کے احساس اور دارالعلوم سے جدائی کے غم سے نڈھال ہو رہے تھے۔ تقریب کا آغاز مولانا قاری محمد یعقوب صاحب راولپنڈی اور قاری علی الرحمان صاحب مدرس دارالعلوم کی تلاوت سے ہوا سکے بعد مولانا قاری محمد امین صاحب راولپنڈی رکن دارالعلوم نے اپنی مؤثر تقریر میں دارالعلوم کی ترقیات اور کتب خانہ کی تکمیل پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور دارالعلوم کی خدمات کو خراج تحسین پیش کیا، تقریب کے اختتام پر دارالعلوم سے فارغ ہونے والے ڈیڑھ سو طلباء کی دستار بندی کی گئی۔

۲۳ رجب/یکم جولائی: دارالعلوم کے سالانہ تقریری اور تحریری امتحانات کا آغاز ہوا، یہ امتحانات بشمول وفاق المدارس کے امتحانات کے ۷ شعبان تک جاری رہیں گے، درجہ تجوید کے امتحانات ۲۱ رجب کو شروع ہوئے۔

مولوی محمد قاسم خوستی کی شہادت

۲۶ جمادی الآخرہ/۳ جون: دارالعلوم میں ایک دردناک سانحہ پیش آیا، ایک ہونہار محنتی نہایت متقی اور پارسا نوجوان طالب علم مولوی محمد قاسم خوستی افغانستانی دارالعلوم کے سامنے گذرنے والی ریلوے لائن پر ریل کار کی زد میں آکر شہید ہو گئے، موصوف کا تعلق افغانستان سے تھا، اس شدید گرمی اور بعد مسافت کے علاوہ افغانستان کے موجودہ حالات کے پیش نظر لاش کو مرحوم کے گھر تک پہنچانا مشکل تھا، ویسے بھی تمام اساتذہ کی رائے تھی کہ اس شہید علم کو یہیں دفن کیا جائے مگر مرحوم کے اہل وطن ساتھیوں کے اصرار پر لاش کو ان کے وطن سے جانے کا فیصلہ ہوا نماز ظہر کے بعد دارالعلوم کے صحن میں مرحوم کی نماز جنازہ پڑھی گئی۔ دارالعلوم کے اساتذہ اور تمام طلباء شریک تھے، غسل اور تکفین کا سارا کام بھی طلبہ نے باچشم پُرنم انجام دیا، لاش ایک تابوت میں بند کرا کر ایک ٹرک کے ذریعہ ۳ بجے ظہر روانہ کر دی گئی جو صحیح و سالم دوسرے دن صبح شمالی وزیرستان میران شاہ سے ہوتے ہوئے افغانستان پہنچ گئی اور اسی دن ۱۱ بجے مرحوم کو ان کے گاؤں میں سپرد خاک کر دیا گیا۔ مرحوم کے زہد و تقویٰ، قابلیت اور محنت و سعی کے عجیب حالات سامنے آئے، اللہ تعالیٰ اس شہید علم کو پورے دارالعلوم کیلئے اجر و ذخر اور شفاعت مشفعہ بنا دے آمین۔

یوم صدیق اکبر کے موقع پر پشاور میں خطاب

۹ رجب، ۱۶ جون: تحفظ حقوق اہل سنت کے زیر اہتمام یوم صدیق اکبرؓ کے سلسلہ میں احقر نے رات شاہ فیصل شہید مسجد مال روڈ پشاور کے ایک جلسہ میں سیرت صدیقؓ پر ڈیڑھ گھنٹہ تک خطاب فرمایا۔

۱۴ رجب، ۲۱ جون: قومی حکومت کے قیام کے سلسلہ میں راولپنڈی میں جمعیۃ العلماء اسلام کی مرکزی مجلس شوریٰ کا اجلاس ہوا جس میں احقر نے شرکت کی۔

۱۵ رجب، ۲۲ جون: دارالعلوم میں طلبہ کی اقامت گاہوں کی شدید قلت محسوس کی جا رہی ہے۔ اس سلسلہ میں دارالعلوم کے دفتر اہتمام اور قدیم کتب خانہ کی چھتوں پر یعنی دارالحدیث کے مشرقی جانب طلبہ کیلئے ایک نئے دارالاقامۃ، شاہ اسماعیل کے نام رے موسوم (احاطہ اسماعیلیہ) کی تعمیر کا کام توکلا علی اللہ شروع کر دیا گیا۔ اس کام کے پہلے مرحلہ میں آٹھ کمرے تعمیر ہوں گے جس میں پچاس طلبہ کیلئے گنجائش نکل سکے گی۔

۲۱ رجب: موتمر المصنفین کی طرف سے حضرت مولانا محمد حسن جان صاحب مدرس دارالعلوم کی کتاب برکۃ المغازی کا دوسرا ایڈیشن شائع ہوگیا جو پچھلے ایڈیشن کی بہ نسبت بہت بہتر ہے۔

۳ شعبان: تبلیغی مرکز رائے ونڈ کے حضرات کی خواہش پر دارالعلوم کے دو ممتاز اکابر اساتذہ حضرت مولانا عبدالحلیم صاحب مردانی اور حضرت مفتی مولانا محمد فرید صاحب رائے ونڈ تشریف لے گئے۔ تاکہ مرکز میں واقع مدرسہ عربیہ کے طلباء سے سالانہ امتحانات لے سکیں۔ اس سے قبل حضرت شیخ الحدیث مدظلہ دو مرتبہ سالانہ امتحانات کے موقع پر تشریف لے گئے تھے۔ اب تبلیغی اکابر نے حضرت مدظلہ سے اس خواہش کا اظہار کیا کہ آپ بوجہ ضعف تشریف نہ لا سکیں تو دارالعلوم کے ان دو بزرگ اساتذہ کو بھیج دیں۔

۳ شعبان: تبلیغی جماعت کے ایک وفد نے ۳ شعبان تک دارالعلوم حقانیہ کی جامع مسجد میں تین روز تک قیام کیا جس میں پاکستان کے علاوہ سعودی عرب، اردن، یمن کے افراد شامل تے، اس وفد نے ایک دن دفتر اہتمام میں حضرت شیخ الحدیث مدظلہٗ سے بھی ملاقات کی۔

۳ شعبان: پہلی ایشیائی سربراہی کانفرنس میں شمولیت کرنے والے عالم اسلام کے اخبارات و رسائل کے مدیران گرامی قدر کے بارہ میں حکومت کی طرف سے طے شدہ پروگرام کے مطابق اطلاع آئی کہ یہ حضرات ۱۳ جولائی کو دارالعلوم حقانیہ کا معائنہ کرنے آئیں گے۔ اس خبر سے دارالعلوم میں خوشی کی لہر دوڑ گئی مگر بعد میں نامعلوم وجوہات کی بناء پر ان کا پروگرام ملتوی کر دیا گیا۔

۷ شعبان: وفاق المدارس کے ماتحت دورۂ حدیث کے امتحانات ختم ہوئے دارالعلوم سے ایک سو پچاس

طلبہ شریک امتحانات تھے۔ وفاق کی سے امتحانات کی نگرانی کا کام مولانا قاری محمد امین صاحب راولپنڈی اور مولانا احمد خان کے سپرد تھا۔

مولانا سید اسعد مدنی کا ورود مسعود

۱۴ جولائی: شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی قدس سرہٗ کے فرزند و جانشین، جمعیۃ العلماء ہند کے صدر اور ایشیائی اسلامی کانفرنس میں بھارت کے مندوب آج حضرت مدنیؒ کے خصوصی شاگرد حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہم کی عیادت اور ملاقات کی غرض سے دارالعلوم حقانیہ تشریف لائے۔ حضرت مولانا اسعد مدنی صاحب ایک بار اس سے قبل بھی دارالعلوم حقانیہ کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے نواز چکے ہیں اس بار آپ کی آمد نہایت مختصر رہی مگر شدید مصروفیات کے باوجود آپ نے اپنے استاذ گرامی حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کے ملاقات کا موقعہ سخاکوٹ سے واپسی میں نکال دیا اس وقت دارالعلوم میں بوجہ تعطیلات گرما گرمی نہیں تھی پھر بھی حضرت شیخ الاسلامؒ کے متوسلین و معتقدین فضلاء دیوبند اور دیگر مشتاقان کافی تعداد میں حضرت کی زیارت کے لیے موجود تھے اپنے مختصر قیام میں آپ نے دارالعلوم کے نوتعمیر شدہ کتب خانہ اور حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کی یاد میں تعمیر شدہ احاطہ قاسمیہ کا معائنہ کیا ماہنامہ الحق کے جدید دفتر میں حضرت شیخ الحدیث مدظلہ اور دیگر حضرات کے ساتھ چائے کی مجلس پر گھنٹہ سوا گھنٹہ گفتگو رہی مولانا سمیع الحق نے انہیں موتمر المصنفین کے مطبوعات کا سیٹ پیش کیا، دارالعلوم کے تفصیلات بتلائیں، سید نصیب علی شاہ کو آٹوگراف میں دست مبارک سے لکھا کہ......

جہاں اے برادر نہ ماند بکس
دل اندر جہاں آفرین بندوبس

اس وقت مجلس کا عجیب منظر تھا آپ اپنے مشفق استاد حضرت شیخ الحدیث صاحب کے ساتھ بیٹھے فرط ادب سے بچھے جارہے تھے اور حضرت شیخ الحدیث مدظلہ اپنے مرشد زادہ مخدوم کے ہاتھ چومنے اور آنکھوں پر رکھنے کی کوشش کررہے تھے۔ حضرت مولانا اسعد صاحب کو چونکہ نماز جمعہ پڑھانے کیلئے پشاور پہنچنا تھا اس لیے بہت جلد معنوی مسرتوں کا یہ خوشگوار وقت بہار کے جھونکے کی طرح گذر گیا اور حضرت شیخ الحدیث مدظلہ گاڑی تک جاکر اپنے مخدوم زادہ اور اسلامیان ہند کے آنکھ کے تارے کو نہایت حسرت سے رخصت کیا۔

مولانا قاری محمد طیب صاحب مدظلہ کا شیخ الحدیث کی عیادت کیلئے پہنچنا

ایشیاء کی کانفرنس کے بعد مولانا قاری محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیو بند بالاکوٹ جاتے ہوئے گیارہ جولائی راولپنڈی تشریف لائے اسی دن حضرت شیخ الحدیث صاحب ڈاکٹروں کے معائنہ کے لیے راولپنڈی پہنچ کر جامعہ اسلامیہ راولپنڈی صدر میں مقیم تھے۔ حضرت حکیم الاسلام مدظلہ کو حضرت کی علالت اور راولپنڈی میں موجودگی کا علم ہوا تو فوراً حضرت کی قیام گاہ پر اپنے رفقاء مولانا محمد سالم قاسمی، مولانا حامد الانصاری غازی اور دیگر حضرات کے ساتھ تشریف لائے حضرت شیخ الحدیث نے نہایت معذرت کی کہ میں خود حاضر ہوتا مگر حضرت حکیم الاسلام نے فرمایا کہ میں نے اسی لیے سبقت کی کہ اس علالت میں آپ کو نقل و حرکت کی تکلیف نہ ہو کچھ دیر تک جامعہ اسلامیہ میں یہ پیاری مجلس قائم رہی اس کے بعد حضرت حکیم الاسلام بالاکوٹ پر روانہ ہو گئے۔

وفاقی وزراء چوہدری ظہور الٰہی اور فداء محمد خان کی آمد

۱۱ جولائی: وفاقی وزیر محنت و آبادکاری جناب چوہدری ظہور الٰہی صاحب و وفاقی وزیر تعمیرات جناب فدا محمد خان صاحب صبح صبح اچانک دارالعلوم حقانیہ تشریف لائے تا کہ حضرت شیخ الحدیث صاحب سے ملاقات کر سکیں احقر نے انہیں دارالعلوم کے نئے تعمیرات کا معائنہ کرایا اور پھر امتحان گاہ میں لے گیا جہاں وفاق المدارس کے زیر نگرانی دورۂ شریف کے امتحانات ہو رہے تھے اس کے بعد دونوں معزز حضرات شہر میں حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کے مکان پر گئے اور حضرت کی خدمت میں کچھ دیر رہے چوہدری ظہور الٰہی صاحب حضرت سے اپنے دیرینہ گہرے تعلق اور عقیدت کا اظہار کیا اور فرمایا کہ میری خواہش تھی کہ وزارت کی ذمہ داری اٹھانے کے بعد گھر جانے سے قبل آپ کی زیارت کرلوں۔

مولانا ابوالحسن علی ندوی کی آمد خطاب تاثرات اور احاطہ احمدیہ کی بنیاد

۱۹ر جولائی: عالم اسلام کے عظیم مفکر اور داعی مولانا ابوالحسن ندوی دارالعلوم حقانیہ تشریف لائے تعطیلات کے باوجود جہاں جہاں اطلاع پہنچی علماء، دانشور اور دینی درد سے سرشار مسلمان اس شمع لم کی زیارت کیلئے پروانوں کی طرح جمع ہوئے مولانا موصوف کیساتھ کئی ممتاز علمی و ادبی شخصیتیں بھی شریک سفر تھیں جن میں مولانا کے بھانجے مولانا محمد الحسنی مدیر البعث الاسلامی، مولانا معین الرحمٰن غوری، مولانا اسحاق جلیس ماہر تعمیر حیات، جناب احمد الحسنی سعودی اور معارف کے مدیر مولانا مصباح الدین قونصل خانہ لاہور شامل تھے۔ دارالعلوم پہنچنے پر سب سے پہلے مولانا ندوی نے حضرت شیخ الحدیث سے ملاقات کی دونوں اکابر کی محبت و عقیدت اور خلوص کی ملاقات کا منظر دیدنی تھا الحق کیلئے دفتر میں معزز مہمانوں نے کھانا تناول فرمایا نماز عصر

کے بعد دارالعلوم کی جامع مسجد کے ہال میں جوکہ مشتاقین علم وفضل سے بھرا ہوا تھا ایک مختصر تقریب میں شرکت کی۔ احقر نے شروع میں استقبالیہ کلمات پیش کیے اس کے بعد مولانا علی میاں ندوی نے مختصر خطاب فرمایا(نوٹ: یہ خطاب خطبات مشاہیر جلد ۲ میں چھپ چکا ہے) بعد میں مولانا کے دست مبارک سے دارالعلوم کے طلباء کیلئے سید احمد شہید قدس سرہٗ کے نام سے موسوم دارالاقامہ (سید احمد شہید) کا سنگ بنیاد رکھا گیا یہ ہاسٹل دارالحدیث کے مغربی جانب درسگاہوں کے چھت پر بنے گا انشاء اللہ۔ پھر دارالعلوم کا معائنہ فرمایا کچھ دیر دارالحدیث میں تشریف فرما رہے جہاں کتاب الاراد میں انکے یہ تاثرات قلمبند فرمائے:

مولانا علی میاں کی دارالعلوم حقانیہ کی کتاب الآراء میں تاثرات اور رائے گرامی

آج ۱۲ شعبان المعظم ۱۳۹۸ھ کا دن میرے لیے بہت ہی مسرت اور سعادت کا دن ہے کہ میں اپنے عزیز رفقاء اور محترمی سید صباح الدین عبدالرحمان ناظم دارالمصنفین اعظم گڑھ ومدیر "معارف" کی معیت میں دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک حاضر ہوا اس سرزمین سے جس میں یہ دارالعلوم واقع ہے ایک وقیع اور عزیز تاریخ اور بڑی یادگار روایات وابستہ ہیں، یہ وہ سرزمین ہے جس پر مسلمانوں کی نئی تاریخ لکھی جانے والی تھی مگر وہ نامکمل رہ گئی اور اسی کے ساتھ احیائے اسلام اور مسلمانوں کا نشاۃ ثانیہ کی تاریخ کا ورق الٹ گیا دارالعلوم حقانیہ کا قیام ایک نیک فال ہے اور ان ہی شہیدوں اور مخلصوں کی جانفشانیوں کی برکت ہے میرے ذہن میں دارالعلوم کا جو نقشہ اور تصور تھا میں نے اس کو اس سے کہیں بہت اور وسیع تر پایا اس کو دیکھ کر امید پیدا ہوتی ہے کہ یہ ملک کا مرکزی دارالعلوم اور عظیم جامعہ اسلامیہ ثابت ہوگا خوش قسمتی سے اس کو حضرت مولانا عبدالحق کی سرپرستی اور ان کی دعا اور توجہ حاصل ہے اسی کے ساتھ فاضل اساتذہ کی تدریسی خدمات اور طلبہ کی کثیر تعداد بھی یہاں موجود ہے اللہ تعالیٰ اس کو نظر بد سے بچائے اور ہر طرح کی آفات اور مکروہات سے حفاظت فرمائے اور یہ جلد منازل ترقی طے کر کے بام عروج پر پہنچے۔ خاکسار ابوالحسن علی ندوی ناظم ندوۃ العلماء لکھنو

نماز مغرب کے بعد دارالعلوم کے صحن میں گھنٹہ ڈیڑھ حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کیساتھ بیٹھے رہے رات ساڑھے آٹھ بجے اکوڑہ خٹک ریلوے اسٹیشن سے رخصت ہوئے۔

ارباب سکندر خان، میجر جنرل غلام جیلانی، ڈاکٹر ہالے پوتا کی آمد

۲۰ جولائی: جناب ارباب سکندر خان خلیل سابق گورنر سرحد اور میجر جنرل غلام جیلانی صاحب نے حضرت شیخ الحدیث صاحب سے ملاقات وعیادت کی کچھ دیر حضرت کے ساتھ رہے۔

۴ راگست: جناب ڈاکٹر ہالے پوتا صاحب ڈائریکٹر ادارہ اسلامی تحقیقاتی اپنے رفقاء جناب محمود احمد غازی صاحب اور میجر محمد حامد صاحب کاکول سوات کے تعلیمی کانفرنس میں شرکت کرنے جاتے ہوئے کچھ دیر دارالعلوم حقانیہ رکے بوجہ تعطیلات مختصر قیام کے بعد تشریف لے گئے۔

سلسلہ خطبات جمعہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ انوار الحق صاحب
ضبط و ترتیب: مولانا حافظ سلمان الحق حقانی

کائنات کے ذرے ذرے میں اللہ کی قدرت کی نشانیاں

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم اما بعد فاعوذ باللّٰہ من الشیطٰن الرجیم بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجْنَا بِهٖ ثَمَرٰتٍ مُّخْتَلِفًا اَلْوَانُهَا وَ مِنَ الْجِبَالِ جُدَدٌۢ بِيْضٌ وَّ حُمْرٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهَا وَ غَرَابِيْبُ سُوْدٌ (فاطر:٢٧)

اے مخاطب کیا تو نے اس بات پر نظر نہیں کی کہ اللہ نے آسمان سے پانی اتارا، پھر ہم نے اس کے ذریعے سے مختلف رنگوں کے پھل نکالے اور اسی طرح پہاڑوں کے بھی مختلف حصے ہیں، بعض سفید بعض سرخ اور بعض نہ سفید نہ سرخ بلکہ بہت گہرے سیاہ۔

اللہ کی پہچان مگر کس طرح

محترم سامعین! اس پورے کائنات کا پروردگار، مولا و مالک ایک ہے اور اپنی وجود مسعود کیساتھ ہر جگہ موجود ہے، زمین کے ذرے سے لیکر عرش عظیم تک، سمندروں کے تہہ سے لیکر اوپر کے سطح تک جو بھی مخلوق ہے، وہ اللہ تعالیٰ کے زیر تصرف اور قبضہ قدرت میں ہے، کوئی بھی پوشیدہ چیز اس سے پوشیدہ نہیں ہے۔ کوئی بڑی مخلوق اس سے بڑی نہیں لَا يَخْفٰى عَلَيْهِ شَيْءٌ (ال عمران:٤) عٰلِمُ الْغَيْبِ وَ الشَّهَادَةِ الْكَبِيْرُ الْمُتَعَالِ (الرعد:٩)

خداوند قدوس کی ذات بابرکت دلائل سے نہیں پہچانا جاتا نہ ہی اس کی تصرف دلائل پر موقوف ہے، خدا کی ذات کو عقل کی کسوٹی پر پرکھنے والوں نے ہمیشہ ٹھوکر کھائی ہے۔ وہ ذات مستودہ صفات کی ایک مخفی دباؤ اور خطرات سے پہچانا جاتا ہے۔ دنیا کی انسانوں میں دہریوں کے ماسوا تمام انسان خدا کے وجود کے قائل چلے آرہے ہیں، مشرکین مکہ بھی خدا کے وجود کے منکر نہیں تھے باوجود یہ کہ وہ لوگ بت پرست تھے اور کہا کرتے تھے

مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَا اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى (زمر:٣)

ہم اس لئے ان خود ساختہ معبودوں کی عبادت کرتے ہیں تاکہ وہ ہمیں خدا کے قریب کردیں۔

بہرحال دنیا میں دہری لوگ ہی ایسے احمق اور بیوقوف ہیں جو خدا کے وجود ہی کے منکر ہیں،

چونکہ دہر کہتے ہیں زمانے کو۔

هَلْ اَتٰی عَلَی الْاِنْسَانِ حِیْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ یَكُنْ شَیْئًا مَّذْكُوْرًا (الدھر: ۱)

کیا انسان پر ایک وقت ایسا نہیں آیا تھا کہ وہ کچھ بھی قابل اعتبار شے نہیں تھا،

تو یہ لوگ کہا کرتے تھے کہ یہ کائنات زمین، آسمان، انسان، حیوان، خود بخود وجود میں آچکے ہیں اور آسکتے ہیں، اس دھرتی کا بنانے والا کوئی نہیں۔ سارا نظام یوں ہی بغیر چلانے والے کے چلتی ہے جو کچھ ہوا ہے اور ہورہا ہے، زمانے ہی کی وجہ سے ہوا ہے اور ہورہا ہے۔

امام اعظمؒ کا ایک دہری سے مناظرہ

کتابوں میں ایک واقعہ لکھا ہے کہ بادشاہ وقت مہدی کے زمانے میں ایک دھری نے دربار شاہی میں آکر بیانگ دہل اعلان کردیا کہ اس کائنات کا بنانے والا اور چلانے والا کوئی نہیں، یہ از خود بنی ہے، او راز خود چل رہی ہے گو اس بات پر اگر کوئی شخص مجھ سے مناظرہ کرنا چاہتا ہے تو میں حاضر ہوں۔ تمہارے سب سے بڑے مذہبی پیشوا کے ساتھ مناظرہ کرنے کے لئے تیار ہوں، بادشاہ وقت نے جب اتنا بڑا چیلنج کا سنا تو درباریوں سے عرض کیا کہ اس وقت سب سے بڑا مذہبی اور مسلمان عالم دین کو بلایا جائے تو لوگوں نے امام اعظم کا پتا بتادیا۔ تو آپ نے اُسے بلانے کے لئے ایک ایلچی بھیجا، قاصد نے آکر امام ابوحنیفہؒ کو بادشاہ سلامت کا حکم نامہ پہونچایا اور فوراً دربار عالی کو برائے مناظرہ طلب کردیا، امام اعظمؒ نے ایلچی سے کہا کہ آپ اس وقت جاسکتے ہیں۔ بادشاہ کو عرض کرنا کہ میں آرہا ہوں۔

امام اعظمؒ کی دیر سے آمد پر بادشاہ اور لوگوں کی تشویش

ایلچی نے آکر امامؒ کے آجانے کا اطلاع دی، اب بادشاہ وقت اور تمام درباری حضرات انتظار میں ہے کہ کب امام صاحب تشریف لاتے ہیں۔ وقت گزرتا گیا، امام صاحب لاپتہ ہے۔ اب ظہر سے عصر تک، عصر سے مغرب تک اور مغرب سے عشاء تک وقت گزر گیا، امام اعظم نہیں آئے۔ رات کا اندھیرا جب خوب چھاگیا، تو اس دہری نے دربار عالیہ میں حاضرین کو طعنے دینے شروع کردیئے اور بہت ہی شیخی دکھانے لگے، کہاں گیا تمہارا امام، وہ تو مناظرہ سے بھاگ چکے ہیں، وہ کبھی بھی نہیں آئیں گے، وغیرہ وغیرہ باتیں کرنے لگے۔ اب سارے مسلمان بھی خفا و حیران بادشاہ بھی پریشان، اتنے میں امام اعظمؒ نے دربار شاہی میں قدم رکھا، حاکم وقت نے امامؒ سے فرمایا پہلے تو تاخیر سے آنے کی وجہ بتائیں پھر بعد میں سلام و کلام ہوگی۔

امام اعظمؒ کا جواب

امام صاحب نے فرمایا میں نے جلدی آنے کا وعدہ کیا تھا، لیکن جب سے میں روانہ ہوا تو راستہ میں دریائے دجلہ ہے، یہاں آکر میں نے ایک ایسا عجیب وغریب واقعہ دیکھا جو میں نے کبھی نہیں دیکھا تھا، نہ ہی کسی اور نے دیکھا ہوگا۔ فرمایا اچھا کون سا عجیب واقعہ پہلے تو واقعہ سنایا جائے بعد میں مناظرہ ہو گا۔ امام اعظمؒ کی بات سن کر حاضرین ہمہ تن گوش بہ ہوش ہو گئے۔ جب سب کا اشتیاق حد سے بڑھ گیا تو امام صاحب نے فرمایا کہ واقعہ کچھ یوں ہے کہ جب میں اس دریا کے کنارے پر پہونچا تو میرے پاس سواری کی کوئی صورت نہیں تھی، نہ ہی کوئی کشتی وہاں موجود تھی میں حیرت میں تھا کہ کس طرح دریائے دجلہ عبور کروں اور پار جاؤں، اچانک میں کیا دیکھتا ہوں کہ دریا کہ درمیان میں سے خود بخود ایک بڑا درخت نمودار ہوا اور خود بخود وہ کٹنا شروع ہوا۔ اب تختے بننا شروع ہوئے پھر ایک تختہ دوسرے کے ساتھ اس طرح خود بخود جڑنے لگا جس طرح کوئی بڑھئی جڑتا ہے، پھر کیا دیکھتا ہوں کہ آن کی آن میں بہت ہی بڑی اور خوبصورت کشتی بن گئی اور اندر سے لوہے اور پیتل کے کیل نمودار ہوئے، اور تختوں میں خود بخود ٹھونس گئے، پھر اچانک ایک قسم کا روغن سریش (گوند) ظاہر ہوئے اور کشتی کے تختوں کے درمیان خلا بھر گئے تا کہ پانی کشتی کے اندر نہ آجائے، میں سوچ رہا تھا کہ یا اللہ! یہ کیا ماجرا ہے کہ اچانک کشتی خود ہی میرے پاس آکر جھک گئی اور مجھے سوار کرنا چاہا۔ تب میں کشتی میں سوار ہوکر کشتی دریا کی دوسری جانب از خود بلا کشتی بان کے آکے رک گئی اور میں اتر کر آ گیا۔ تو اس عجیب واقعہ کو دیکھ کر میں کئی گھنٹے تک سوچتا رہا اور یہ بات اب بھی میرے سمجھ میں نہیں آرہی کہ یہ کیا ماجرا تھا؟

دہری کا جواب

معزز سامعین! یہ گفتگو سن کر دہری بد بخت کرسی پر اچھلنے لگا اور کہا یہ ہے تمہارا سب سے بڑا عالم دین سب سے بڑے مذہبی سکالر جو بچوں کی سی باتیں کرتا ہے، اس سے بڑا جاہل تو کوئی نہیں۔

امام اعظمؒ کا مسکت جواب

محترم حاضرین! امام اعظمؒ عوض پرواز ہوئے سن اے بیوقوف! اگر یہ جاہل کی بات ہے، بے وقوف کی باتیں ہیں نادان کی گفتگو ہے تو پھر تجھ سے بڑا بے وقوف، تجھ سے بڑا نادان، تجھ سے بڑا جاہل کوئی نہیں۔ اگر ایک چھوٹی سی کشتی بغیر بڑھئی کے بن نہیں سکتی، بغیر ملاح کے چل نہیں سکتی تو پھر اتنا بڑا جہان پوری کائنات جس میں آسمان بھی ہے زمین، سورج، چاند بھی ہیں اور ستارے اور دریا بھی ہیں اور خشکی بھی دن رات بھی۔ لوگ مر بھی جاتے ہیں اور پیدا بھی ہو جاتے ہیں، کیا یہ سب کچھ اپنی مرضی سے خود بخود ہو سکتا

ہے، اس کا انتظام کرنے والا کوئی نہیں فبھت الذی کفر دہری اپنا سامنہ لے کر بھاگ گیا، اور اس سے کوئی جواب نہ بن پڑا۔

محترم سامعین! میں عرض کرر ہا تھا کہ اللہ کی ذات موجود ہے اور ہر جگہ موجود ہے وہ یکتا اور بے ہمتا ہے، سمجھ میں نہیں آسکتا لیکن دل میں آسکتا ہے۔ اکبر الہ آبادی کہا کرتے تھے

تو دل میں تو آتا ہے ، سمجھ میں نہیں آتا
بس جان گیا میں تیری پہچان ہی ہے

خدا کے وجود پر امام شافعیؒ کی دلیل

امام شافعیؒ سے کسی نے پوچھا حضرت آپ نے خدا کی ذات کو کیسے پہچانا؟ فرمایا بہت آسان طریقے سے میں نے اپنے رب کو پہچانا، وہ یہ کہ میں نے شہتوت کے پتے پر سوچا کہ جب اس کو بکری کھا جاتی ہے تو اس سے مینگنی پیدا ہوجاتی ہے اور جب انہی پتے کو ریشم کا کیڑا استعمال کرے تو اس سے ریشم جیسی قیمتی دھاگہ بن جاتا ہے اور جب اس پتے کو پہاڑ کی ہرن کھا جاتی تو اس سے مشک وعنبر پیدا ہوتی ہے، جب ہرن کی ناف میں خون جم جاتا ہے تو اس کو پتہ ہی نہیں لگتی کہ میرے اندر دنیا کی سب سے قیمتی ترین خوشبو چھپی ہوئی ہے، تو اس ایک ہی پتے کے اندر یہ مختلف حیثیتیں کس نے پیدا کی اس لئے میں سمجھ گیا کہ ضرور کوئی مخفی طاقت ہے جو اس طرح محیر العقول کام سرانجام دیتا ہے اور وہ ہے اللہ رب العزت کی ذات۔

اللہ کے وجود پر امام احمد حنبل

محترم حاضرین! اس طرح امام احمد حنبلؒ سے کسی نے سوال کیا، حضرت! خدا کی ذات کو آپ نے کیسے پہچانا؟ فرمایا میں ایک سوچ میں ڈوبا ہوا تھا کہ سامنے میں نے ایک چاندی کا، ایک عجیب وغریب محل دیکھا جو چاروں طرف سے بند ہے، اوپر نیچے بھی کوئی کھڑکی اور چھوٹا سا سوراخ بھی نہیں۔ پھر اس محل کے اندر سونے کا ایک اور کمرہ تھا اس میں کوئی دروازہ، کوئی کھڑکی اور کوئی سوراخ نہیں، پھر اچانک یہ محل ٹوٹا ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا اور اس کے اندر سے ایک زندہ اور سمجھ دار جانور برآمد ہوگیا تعجب کی بات یہ ہے کہ وہ جانور اپنی مادری زبان بھی بولتی ہے اپنی خوراک بھی جان سکتی ہے، دوست اور دشمن کی تمیز بھی کرسکتی ہے، چونکہ میں حیران ہوا کہ اس بند کوٹھڑی میں اس جانور کو یہ سب کچھ کس نے سکھایا اور اس کو اس محل میں جہاں نہ پانی ہے نہ ہوا کی گزر، نہ ہی کوئی غمخوار، وغمگسار لوگوں نے کہا حضرت! ایسی محل تو آج تک کسی نے دیکھا اور نہ اس کا حال سنا ہے، پہلے یہ بتایئے کہ اس طرح کا یہ محل ہے کہاں۔

فرمایا یہ سب نے دیکھا ہے، ہر کسی کو پتہ ہے سب اس کو جانتے ہیں یہ محل مرغی کا انڈا ہے، جو تمام جانب سے بند ہے، اسمیں کوئی سوراخ اور اندر جانے کا راستہ نہیں ہے، پھر اس کے اندر جو زردی ہے اس کے اندر سے مرغی کا بچہ انیس دن کے بعد نکلتا ہے، اپنی خوراک بھی جانتا ہے، بلی کو دیکھ کر بھاگ جاتا ہے کہ یہ اس کی دشمن ہے۔ لہٰذا یہ سب تعلیم اس بند کوٹھڑی میں اس بچے کو کس نے دی؟ معلوم ہوا ایک مخفی ذات ہے جو ہر چیز پر قادر ہے اور وہ اللہ رب العزت کی ذات ہے، اس لئے جب اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کے بارے میں بتادیا تو دلائل کی بجائے مشاہدات کی طرف توجہ دلائی ہے۔

دلائل قدرت الٰہی

معزز سامعین! یہ ساری موجودات ہی دلائل قدرت ہیں، اگر کوئی شخص اللہ کو پہچاننا چاہے تو ایک سے پہچان سکتا ہے، اپنی ذات پر غور کر کے بھی خدا کی ذات پہچان سکتی ہے لیکن اگر کوئی توجہ ہی نہ دے، غور وفکر ہی نہ کرے تو وہ خدا کی ذات کو خاک پہچان لے گا۔

علامہ جامی نے کیا خوب فرمایا ہے......

برگ درختاں سبز در نظر ہوشیار ہر ورق دفتر است معرفت کردگار

قرآن کریم میں ایک جگہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اَفَرَاَيْتُمْ مَّا تُمْنُوْنَ ○ ءَ اَنْتُمْ تَخْلُقُوْنَهٗۤ اَمْ نَحْنُ الْخٰلِقُوْنَ ○ نَحْنُ قَدَّرْنَا بَيْنَكُمُ الْمَوْتَ وَمَا نَحْنُ بِمَسْبُوْقِيْنَ ○ عَلٰۤى اَنْ نُّبَدِّلَ اَمْثَالَكُمْ وَنُنْشِئَكُمْ فِىْ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ (واقعة: ۵۸ تا ۶۱)

اچھا پھر یہ بتلاؤ جو عورتوں کے رحم میں (منی) پہنچاتے ہو، اس کو تم بناتے ہو، یا ہم بنانے والے ہیں ہم ہی نے تمہارے درمیان (مدت معین) پر ٹھہرایا اور ہم اس سے عاجز نہیں ہیں کہ تمہاری جگہ تمہارے جیسے اور آدمی پیدا کیں، اور تم کو ایسی صورت میں بنادے جن کو تم جانتے نہیں۔

رحم مادر میں پانی کے قطرے سے خوبصورت انسان کو کون بنادیتا ہے؟ جدید سائنس کہتی ہے کہ ماں اور باپ کے یہ مشترک مواد جس میں لاکھوں کی تعداد چھوٹے چھوٹے جرثومے ہوتے ہیں، جو بعض تو زندہ ہوتے ہیں بعض مردہ جب ۶۰ فیصد سے زیادہ جرثومے سے مردہ ہوں تو پھر جینے کی شکل پیدا ہوئی ہے، بلکہ اولاد ایسے بندے کا ہوتا ہی نہیں، یہ جرثومے خوردبین کی مدد سے دیکھے جاسکتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان جرثوموں سے انسان کو پیدا فرمادیتا ہے، ایسی حال میں کہ باپ کو پتہ ہے نہ ماں کو کہ اب اس کے پیٹ

کے اندر بچے کے کون سا عضو تیار ہو رہا ہے، اپنی کامل قدرت سے زندہ جاوید بچہ پیدا فرما دیتا ہے، جو آہستہ آہستہ بڑھ کر پورے کائنات پر قبضہ جما دیتا ہے، چاند ستاروں، فضاؤں، دریاؤں، خشکی، تری، حیوانات، نباتات، جمادات عرض تمام کائنات کو مسخر کر کے زیر تسلط لاتا ہے، یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی قدرت سے ہوتا ہے، پھر ذرہ آگے ارشاد فرماتے ہیں

اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تَحْرُثُوْنَ ○ ءَ اَنْتُمْ تَزْرَعُوْنَهٗٓ اَمْ نَحْنُ الزّٰرِعُوْنَ ○ لَوْ نَشَآءُ لَجَعَلْنٰهُ حُطَامًا فَظَلْتُمْ تَفَكَّهُوْنَ ○ (الواقعة: ٦٣ تا ٦٥)

اچھا پھر یہ بتلاؤ کہ تم جو کچھ تخم وغیرہ بوتے ہوں اس کو تم اُگاتے ہو یا ہم اگانے والے ہیں۔ اگر ہم چاہیں اس پیداوار کو چورا چورا کرائیں پھر تم متعجب ہو کر رہ جائیں گے۔

تو زمیندار زمین کے اندر دانہ ڈال کر بے فکر ہو جاتا ہے اس کو یہ بھی نہیں خبر کہ دانہ سیدھا پڑا ہے یا الٹا۔ اس دانے کو چیونٹی کھا گیا یا وہ سڑ کر بے فائدہ بنایا گیا لیکن اللہ تعالیٰ اپنی قدرت سے اس دانے کو اگا کر سرسبز و شاداب بنا دیتا ہے۔ اتنی بھاری مٹی کو وہ ایک باریک کونپل باسانی چیرتی ہے، یہ سب کچھ بغیر ذات باری تعالیٰ کے کوئی نہیں کر سکتا، پھر یہ بھی فرمایا کہ اگر اس پیداوار کو ہم چورا چورا کر دیں تو کوئی بھی طاقت اس پیداوار کو بچانے والا نہیں، اپنے دیکھا ہوگا کہ بہت اچھی فصل ہوتی ہے کھیت لہلہاتے نظر آتے ہیں، فصل کا بالکل شباب کا موسم ہوتا ہے، زمیندار خوش و خرم ہوتے ہیں، کہتے ہیں کہ اس بار بہت اچھی فصل ہے، زیادہ سے زیادہ منافع کمائیں گے لیکن پھر اچانک اس فصل کو کیڑا لگ جاتا ہے، اور اس کو نیست و نابود کر دیتی ہے یا کوئی آسانی آفت آجاتی ہے۔ تب بھی فصل کا نام و نشان مٹ جاتا ہے تو اس مذکورہ آیت میں یہیں فرمایا کہ اگر ہم اس پیداوار کو چورا چورا کر دیں، تو تم متعجب ہو کر رہ جاؤ گے کہ یہ کیا ہوا، اور ہمارے ارادے کیا تھے۔

اللہ کی پہچان کا آسان طریقہ ایک عارف کا قول

معزز دوستو! اسلئے میں عرض کر رہا تھا کہ خداوند قدوس کی ذات مستودہ صفات موجود ہے، سب کچھ اس کے ارادے سے ہوتے ہیں۔ ایک پتہ تک نہیں ہل سکتا، جب تک وہ نہ چاہے، کسی عارف کا قول ہے کہ تم خدا کو اس بات سے پہچانو کہ جب تم ارادہ کر لو کہیں جانے کا اور تم کو جانا کہیں اور پڑے۔ مثلاً میں چاہتا ہوں کہ کل کراچی چلا جاؤں گا کل کو اچانک مجھے لاہور جانا پڑتا ہے، کوئی بھی تاجر مال مثال میں نقصان کو نہیں چاہے گا مگر پھر بھی نقصان کر دیتا ہے۔ کوئی بھی بندہ بیماری اور موت کو نہیں چاہتا پھر بھی بیمار ہوتا ہے اور مرتا بھی ہے، اس لئے فرمایا تم اپنے پروردگار کو اپنے ارادوں کے تبدیل کرانے سے پہچانو۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان باتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ امین

پروفیسر عبدالعظیم جانبازؔ *

اسلامی سائنسی فکر اور پیغمبر انقلاب

زندگی میں ہمارے سامنے بہت سے معاملات میں ایسی صورتِ حال آتی ہے جہاں ہمیں دو طبعی چیزوں میں سے کسی ایک کا انتخاب کرنا ہوتا ہے۔ صحیح انتخاب وہی کر سکتا ہے جو "جانتا" ہو اور "تمیز" کر سکتا ہو۔ اس کے لیے علم حاصل کرنا اور علم کے خزینے میں ہونے والے روز افزوں اضافے سے واقف رہنا ضروری ہے۔ ہر دور کا جدید علم، اس کی ایجادات اور اس کی دریافتیں، دراصل اس دور کی سائنس ہوتی ہیں، جو ہمیں جاننے اور تمیز کرنے میں آسانی فراہم کرتی ہیں۔

ایک عرصہ تک ہمارے معاشرے میں خصوصاً مذہبی طبقے کی طرف سے، جدید تعلیم اور سائنس کو مطعون کیا جاتا رہا۔ اب اگرچہ جدید علوم کی اہمیت ہم پر عیاں ہو چکی ہے، لیکن پرانی عادتیں جلدی پیچھا نہیں چھوڑتیں اور جدید علوم کو حاصل کرنے کے حوالے سے جس نالائقی کا مظاہرہ ہم نے ماضی میں کیا، وہ ابھی تک پوری طرح ہمارے دامن سے جدا نہیں ہوئی ہے۔ ضروری ہے کہ اس کمی کو پورا کرنے کے اقدامات کیے جائیں کہ اسی میں نہ صرف شخصی بلکہ قومی اصلاح کا راز بھی پوشیدہ ہے۔

جدید تعلیم سے آشنائی حاصل کرنے کا مطلب یہ بھی نہیں کہ بغیر سوچے سمجھے ہر میدان میں طبع آزمائی شروع کر دی جائے۔ یقیناً اس تعلیم کے بعض پہلو ایسے بھی ہیں جو ہماری دنیا و آخرت کے لیے مضر رساں ثابت ہو سکتے ہیں۔ ان پر ہم آگے چل کر گفتگو کریں گے۔

اسلام کی فطری تعلیمات نے ہمیشہ ذہن انسانی میں شعور و آگہی کے اَن گنت چراغ روشن کر کے اسے خیر و شر میں تمیز کا ہنر بخشا ہے۔ اسلام نے اپنے پیروکار کو سائنسی علوم کے حصول کا درس دیتے ہوئے ہمیشہ اعتدال کی راہ دکھائی ہے۔ اسلام نے اس کارخانہ قدرت میں انسانی فطرت اور نفسانیت کے مطابق انسان کو احکامات اور ضابطوں کا ایک پورا نظام دیا ہے اور اس کے تضادات کو مٹا کر اسے اپنے نصب العین

* سیالکوٹ Azeemjanbaz77@gmail.com

کی سچائی کا شعور عطا کیا ہے۔ مسلمانوں نے اپنے سفر کی ابتدائی صدیوں میں تفکر و تدبر کے ذریعے سائنسی علوم میں نہ صرف بیش بہا اضافے کیے، بلکہ انسان کو قرآنی احکامات کی روشنی میں تسخیر کائنات کی ترغیب بھی دی۔ چنانچہ اس دور میں بعض حیران کن ایجادات بھی عمل میں آئیں اور سائنسی علوم کو ایسی ٹھوس بنیادیں فراہم ہوئیں جن پر آگے چل کر جدید سائنسی علوم کی بنیاد رکھی گئی۔ یہاں پر ہم قرآنِ مجید کی چند ایسی آیات کریمہ پیش کر رہے ہیں جن کے مطالعے سے قرونِ اولیٰ کے مسلمان سائنسدانوں کو سائنسی تحقیقات کی طرف ترغیب ملی اور اس کے نتیجے میں بنی نوع انسان نے تحقیق و جستجو کے نئے باب تحریر کیے۔

چند آیات ملاحظہ کیجیے علم کی فضیلت پر:

1۔ ''اللہ سے تو اس کے بندوں میں سے علم والے ہی ڈرتے ہیں (جو صاحبِ بصیرت ہیں)'' (فاطر:28)

2۔ ''اور جنہیں علم عطا کیا گیا ہے (اللہ) ان لوگوں کے درجے بلند کریگا'' (المجادلہ:11)

3۔ ''سوتم اہلِ ذکر سے پوچھ لیا کرو اگر تمہیں خود (کچھ) معلوم نہ ہو۔'' (النحل:43)

دیگر آیات میں انسان کو کائنات میں غور و فکر کرنے کی ترغیب دی گئی ہے:

4۔ ''بے شک آسمانوں اور زمین کی تخلیق میں اور رات دن کی گردش میں اور ان جہازوں اور (کشتیوں) میں جو سمندر میں لوگوں کو نفع پہنچانے والی چیزیں اٹھا کر چلتی ہیں اور اس (بارش) کے پانی میں جسے اللہ آسمان کی طرف سے اتارتا ہے، پھر اس کے ذریعے زمین کو مردہ ہو جانے کے بعد زندہ کرتا ہے (وہ زمین) جس میں اس نے ہر قسم کے جانور پھیلا دیے ہیں اور ہواؤں کے رُخ بدلنے میں اور اس بادل میں جو آسمان اور زمین کے درمیان (حکمِ الٰہی) کا پابند (ہو کر چلتا) ہے (ان میں) عقلمندوں کیلئے (قدرتِ الٰہیہ کی بہت سی) نشانیاں ہیں۔'' (البقرۃ:164)

5۔ ''بیشک رات اور دن کے بدلتے رہنے میں اور ان (جملہ) چیزوں میں جو اللہ نے آسمانوں اور زمین میں پیدا فرمائی ہیں ان لوگوں کیلئے نشانیاں ہیں جو تقویٰ رکھتے ہیں۔'' (یونس:6)

6۔ ''اور وہی ہے جس نے (گولائی کے باوجود) زمین کو پھیلایا اور اس میں پہاڑ بنائے اور ہر قسم کے پھلوں میں (بھی) اس نے دو دو (جنسوں کے) جوڑے بنائے۔ (وہی) رات سے دن کو ڈھانک لیتا ہے۔ بیشک اس میں تفکر کرنے والے کیلئے (بہت) نشانیاں ہیں اور زمین میں (مختلف قسم کے) قطعات ہیں جو ایک

دوسرے کے قریب ہیں اور انگوروں کے باغات ہیں اور کھیتیاں ہیں اور کھجور کے درخت ہیں جھنڈ دار اور بغیر جھنڈ کے۔ ان (سب) کو ایک ہی پانی سے سیراب کیا جاتا ہے اور (اس کے باوجود) پھر ذائقہ میں بعض کو بعض پر فضیلت بخشتے ہیں۔ بے شک اس میں عقلمندوں کیلئے (بڑی) نشانیاں ہیں۔" (الرعد:3، 4)

7۔ "وہی ہے جس نے تمھارے لیے آسمان کی جانب سے پانی اُتارا، اس میں سے (کچھ) پینے کا ہے اور اسی میں سے (کچھ) شجرکاری کا ہے (جس سے نباتات، سبزے اور چراگاہیں اگتی ہیں) جن میں تم (اپنے مویشی) چراتے ہو، اسی پانی سے تمھارے لیے کھیت اور زیتون اور کھجور اور انگور اور ہر قسم کے پھل (اور میوے) اگاتا ہے۔ بے شک اس میں غوروفکر کرنے والے لوگوں کیلئے نشانی ہے۔" (النحل:10، 11)

8۔ "اور (اے انسانو!) کوئی بھی چلنے پھرنے والے (جانور) اور پرندہ جو اپنے دو بازؤں سے اڑتا ہو (ایسا) نہیں ہے مگر یہ کہ (بہت سی صفات میں) وہ سب تمھارے ہی مماثل طبقات ہیں۔ ہم نے کتاب میں کوئی چیز نہیں چھوڑی (جسے صراحتاً یا اشارتاً بیان نہ کر دیا ہو) پھر سب (لوگ) اپنے رب کے پاس جمع کیے جائیں گے" (الانعام:38)

اسلام ایک مکمل ضابطۂ حیات ہونے کے ساتھ ساتھ دین فطرت بھی ہے، ان تمام احوال وتعبیرات پر نظر رکھتا ہے جن کا تعلق مسلمہ حقیقت سے ہے کہ اسلام نے یونانی فلسفے کے گرداب میں بھٹکنے والی انسانیت کو نورِ علم سے منور کرتے ہوئے جدید سائنس کی بنیادیں فراہم کیں۔

قرآنِ مجید کا بنیادی موضوع یہ ہے کہ انسان ہونے والے حالات وواقعات اور حوادثِ عالم سے باخبر رہنے کے لیے غوروفکر اور تدبر سے کام لے اور اللہ تعالٰی کے عطا کردہ اور قوت مشاہدہ کو بروئے کار لائے، تا کہ کائنات کے مخفی وسربستہ راز اس پر آشکار ہوسکیں۔ اب یہ انسان کا کام ہے کہ وہ سائنسی علوم کی بدولت کائنات کی ہر شے کو انسانی فلاح کے نکتہ نظر سے اپنے لیے بہتر سے بہتر استعمال میں لائے۔ اسی طرح ایک طرف ہمیں مذہب یہ بتاتا ہے کہ جملہ مخلوقات کی خلقت پانی سے عمل میں آئی ہے تو سائنس اور ٹیکنالوجی کی ذمے داری یہ رہنمائی کرنا ہے کہ بنی نوع انسان کو پانی سے کس قدر فوائد بہم پہنچائے جاسکتے ہیں اور اس کا طریقہ کار کیا ہو۔

قرآنِ مجید نے بندۂ مومن کی بنیادی صفات وشرائط کے ضمن میں جو اوصاف ذکر کیے ہیں ان میں آسمانوں اور زمین کی تخلیق میں تفکر کو بنیادی اہمیت دی گئی ہے۔

آج کا دور سائنسی علوم کی معراج کا دور ہے۔ سائنس کو بجا طور پر عصری علم کہا جاتا ہے، لہٰذا دور

حاضر میں دین کی صحیح اور نتیجہ خیز اشاعت کا کام جدید سائنسی بنیادوں پر بھی بہتر طور پر سرانجام دیا جا سکتا ہے۔ بلا شک وشبہ اس دور میں اس امر کی ضرورت گزشتہ صدیوں سے کہیں زیادہ بڑھ کر ہے کہ مسلم معاشروں میں جدید سائنسی علوم کی ترویج کو فروغ دیا جائے اور دینی علوم کو سائنسی تعلیم سے مربوط کرتے ہوئے حقانیت اسلام کا بول بالا کیا جائے۔ چنانچہ آج کے مسلمان طالب علم کے لیے مذہب اور سائنس کے باہمی تعلق کو قرآن وسنت کی روشنی میں سمجھنا از حد ضروری ہے۔

قرآنِ مجید میں کم وبیش ہر جگہ مذہب اور سائنس کا اکٹھا ذکر ہے مگر یہ ہمارے دور کا المیہ ہے کہ مذہب اور سائنس دونوں کی سیادت اور سربراہی ایک دوسرے سے نا آشنا افراد کے ہاتھوں میں ہے، چنانچہ دونوں گروہ اپنے مدمقابل دوسرے علم سے دوری کے باعث اسے اپنا مخالف اور متضاد تصور کرنے لگے ہیں، جس سے عام الناس کم علمی اور کم فہمی کی وجہ سے مذہب اور سائنس میں تضاد اور تخالف سمجھنے لگے ہیں جب کہ حقیقت اس کے بالکل برعکس ہے۔

مغربی تحقیقات اس امر کا مسلمہ طور پر اقرار کر چکی ہیں کہ جدید سائنس کی تمام ترقی کا انحصار قرونِ اولی کے مسلمان سائنسدانوں کی فراہم کردہ بنیادوں پر ہے۔ مسلمان سائنسدانوں کو سائنسی نہج پر کام کی ترغیب قرآن وسنت کی ان تعلیمات نے دی تھی جن میں سے کچھ کا تذکرہ اوپر گزر چکا ہے۔ اسی منشائے ربانی کی تکمیل میں مسلم سائنسدانوں نے ہر شعبہ علم کو ترقی دی اور آج اغیار کے ہاتھوں وہ علوم اپنے نکتہ کمال کو پہنچ چکے ہیں۔

شومئی قسمت کہ جن سائنسی علوم وفنون کی تشکیل اور ان کے فروغ کا حکم قرآن وحدیث میں جابجا موجود ہے اور جن کی امامت کا فریضہ ایک ہزار برس تک خود بغداد، دمشق، اسکندریہ اور اندلس کے مسلمان سائنسدان سرانجام دیتے چلے آئے ہیں، آج قرآن وسنت کے نام لیوا طبق ارضی پر بکھرے مسلمانوں میں سے ایک بڑی تعداد اسے اسلام سے جدا سمجھ کر اپنی تجدد پسندی کا ثبوت دیتے نہیں شرماتی۔ سائنسی علوم کا وہ پودا جسے ہمارے ہی اجداد نے قرآنی علوم کی روشنی میں پروان چڑھایا تھا۔ آج اغیار اس کے پھل سے محظوظ ہو رہے ہیں اور ہم اپنی اصل تعلیمات سے روگرداں ہو کر دیار مغرب سے انہی علوم کی بھیک مانگ رہے ہیں۔

جہاں تک مذہب کا معاملہ تھا اس نے تو ہمیں اس حقیقت سے آگاہ کر دیا کہ زمین وآسمان میں جتنی کائنات بکھری ہوئی ہیں سب انسان کیلئے مسخر کر دی گئی ہیں، جیسا کہ قرآنِ مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''اور اس اللہ نے سماوی کائنات اور زمین میں جو کچھ ہے وہ سب تمھارے لیے مسخر کر دیا ہے۔'' (الجاثیہ:13)

یہ ایک حقیقت ہے کہ دنیائے علم وثقافت میں عرب مسلمانوں کی یہ حیرت انگیز ترقی اسلام کی آفاقی تعلیمات ہی کی بدولت ممکن ہوئی اور جب تک مسلمان بحیثیت قوم قرآن وسنت کی فطری تعلیمات

سے متمسک رہے روحانی بلندی کے ساتھ ساتھ مادّی ترقی کی بھی اوج ثریا پر فائز رہے اور جونہی انھوں نے لغزش کی اور اسلامی تعلیمات سے اعراض کا راستہ اپنایا قعرِ ذلت میں جا گرے۔

ایک غیر ملکی مؤرخ جے برونوسکی (J.Bronowski) نے اسی حقیقت کو یوں بیان کیا ہے:

''حضرت عیسیٰؑ کے چھ سو برس بعد اسلام کا ظہور ایک نئی توانا تحریک کے طور پر ہوا۔ اس کا آغاز ایک مقامی حیثیت سے ہوا اور شروع میں نتائج کے اعتبار سے صورتِ حال غیر یقینی تھی، مگر نبی اکرمؐ 630ء میں جونہی فاتح بن کر مکہ میں داخل ہوئے تو دنیا کے جنوبی حصہ میں حیرت انگیز تبدیلی واقع ہوئی۔ ایک صدی کے اندر اسکندریہ فتح ہوا، بغداد اسلامی علم وفضل کا شاندار مرکز بنا اور اسلامی حدود کی وسعت مشرقی ایران کے شہر اصفہان سے آگے نکل گئی۔ 730ء تک اسلامی سلطنت اندلس اور جنوبی فرانس کو سمیٹتی ہوئی چین اور ہندوستان کی سرحدوں تک جا پہنچی۔ طاقت اور وقار کی اس امتیازی شان کے ساتھ جہاں مسلم سلطنت اپنے عروج پر تھی وہاں یورپ اس وقت پستی اور تنزلی کے تاریک دور سے گزر رہا تھا۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کو معجزات کے محدود دائرہ میں رکھنے کی بجائے اسے غور وفکر اور تجزیہ کی نمایاں عقلی وفکری چھاپ عطا کی۔''

اسی طرح رابرٹ ایل گلک (Robert L.Glick) نے لکھا ہے: ''اس امر کو بخوبی ذہن میں رکھنا چاہیے کہ ان احادیث کو انتہائی مستند حیثیت حاصل رہی ہے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اُن ارشادات کا بہت مفید اور گہرا اثر مرتب ہوا ہے۔ اُن احادیث نے اسلامی تہذیب کے سنہری دور کے عظیم مفکرین پر نہایت صحت مند اور رہنما اثر ڈالا ہے۔''

پروفیسر رابرٹ (Prof.Robert) اپنی کتاب ''محمدؐ بحیثیت معلم'' Muhammad s.a.w as a (teacher) میں علم اور حصولِ علم کی اہمیت وفضیلت پر مبنی آیات واحادیث کے ذکر کے بعد مزید لکھتے ہیں:

''رابرٹ ایل گلک (Robert L.Glick) کہتا ہے کہ (اسلام کے) ان اقوال کو بے فائدہ اور بے مقصد نہیں سمجھنا چاہیے، کیونکہ ان پر عمل کرنے سے ٹھوس نتائج مرتب ہوئے ہیں، اسلامی سائنس کی اصل طاقت اس امر میں مضمر ہے کہ یہ بازنطینی یونانی واہموں کے برعکس تجرباتی امور پر زیادہ توجہ مرکوز کرتی ہے۔''

اس موضوع پر مغرب کے نامور مؤرخ اور محقق رابرٹ بریفالٹ (Robert Briffault) کا تجزیہ:

''اس بات کا غالب امکان ہے کہ عرب مشاہیر سے خوشہ چینی کیے بغیر جدید یورپی تہذیب دورِ حاضر کا وہ ارتقائی نقطۂ عروج کبھی حاصل نہیں کر سکتی تھی جس پر وہ آج فائز ہے۔ یوں تو یورپی فکری نشوونما کے ہر شعبے میں اسلامی ثقافت کا اثر نمایاں ہے، لیکن سب سے نمایاں اثر یورپی تہذیب کے اس مقتدر شعبے میں ہے جسے ہم تسخیر فطرت اور سائنسی وجدان کا نام دیتے ہیں۔ یورپ کی سائنسی ترقی کو ہم جن عوامل کی

وجہ سے پہنچاتے ہیں وہ جستجو، تحقیق، تحقیقی ضابطے، تجربات، مشاہدات، پیائش اور حسابی موشگافیاں ہیں۔ یہ سب چیزیں یورپ کو معلوم تھیں اور نہ یونانیوں کو، یہ سارے تحقیقی اور فکری عوامل عربوں کے حوالے سے یورپ میں متعارف ہوئے۔"

یہ بات بڑی حوصلہ افزا ہے کہ مغربی مفکرین نے اس حقیقت کو ان کھلے الفاظ میں تسلیم کیا ہے۔ جوزف اسکاٹ (Joseph Scoot) اور سی ای بوزورتھ (Clifford Edmund Bosworth) اپنی کتاب "اسلامی ورثہ" (Islamic Inheritance) میں لکھتے ہیں: "اس امر میں قطعی کوئی شبہ نہیں کہ یورپ کے سائنسی علوم پر اسلامی سائنسی فکر کا گہرا اثر مرتب ہوا۔ مغرب کی اس علمی نشاۃ ثانیہ (Renaissance) پر دیگر کئی اثرات بھی مرتب ہوئے مگر بنیادی طور پر سب سے گہرا اثر اندلس سے آیا، پھر اٹلی اور فلسطین کی جانب سے اثرات مرتب ہوئے، کیونکہ صلیبی جنگوں (Crusades war) نے مغربی ممالک کے لوگوں کو فلسطینی مسلم ثقافت اور سائنسی اسلوب سے روشناس کرایا۔"

اس اعتراف حقیقت کے ساتھ ساتھ یورپی محققین نے براہِ راست اس سوال پر بھی توجہ کی ہے کہ وہ انقلاب کس چیز کے زیر اثر آیا اور اس کا محرک کیا تھا؟

رابرٹ ایل گلک (Robert L.Glick) نے درج ذیل الفاظ میں اس حقیقت کا برملا اظہار کیا ہے:

"یہ ایک مصدقہ حقیقت ہے کہ دنیا کی شعوری ترقی میں عربوں نے نہایت اہم کردار ادا کیا، مگر کیا یہ ساری ترقی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اثر کا نتیجہ نہ تھی۔"

اس نے بریفالٹ (Briffault) کے اس نقطہ نظر کو رد کر دیا ہے کہ عرب سائنسدانوں کا مذہب سے کوئی خاص لگاؤ نہیں تھا اور یہ تمام ترقی عرب علماء اور سائنسدانوں کی اپنی محنت تھی۔ اس کے نزدیک اس تمام ترقی کی بنیاد صرف اور صرف دین اسلام اور سیرتِ محمدی تھی، جس کے ذریعے عرب مسلمان اور سائنسدان علوم وفنون اور تحقیق وجستجو کی شاہراہ پر گامزن ہو گئے تھے۔

ریورنڈ جارج بش (Reverend George Bush) نے اپنی کتاب "حیاتِ محمدؐ" (The Life of Muhammad s.a.w) میں بڑی صراحت کے ساتھ لکھا ہے: "الہامی کتابوں کے حوالہ سے کوئی بھی تاریخی انقلاب اتنے ہمہ گیر اثرات کا حامل نہیں جس قدر پیغمبر انقلاب کا لایا ہوا انقلاب جسے انھوں نے پائیدار بنیادوں سے اٹھایا اور بتدریج استوار کیا۔"

غور کیجیے کہ ہمارا ورثہ کیا تھا اور اسے کون لے اڑا؟ جو خزانہ ہم نے دریافت کیا تھا، اس سے فائدہ کون اٹھا رہا ہے اور ہم کہاں کھڑے ہیں؟ بقول علامہ اقبالؒ ......

مگر وہ علم کے موتی، کتابیں اپنے آباء کی جو دیکھیں ان کو یورپ میں تو دل ہوتا ہے سیپارا

جنرل مرزا اسلم بیگ

افغانستان میں امن کی تلاش

جنگ کا اصول ہے کہ مقصد پوری طرح واضح ہو اور اس میں کسی بھی مرحلے پر تبدیلی نہ لائی جائے ورنہ شکست مقدر بن جاتی ہے۔ اسے ہم Maintenance of Aim کہتے ہیں۔ اس تناظر میں امریکہ کا افغانستان کے خلاف جنگ کا مقصد 9/11 کے حملے کا بدلہ لینا تھا جس کیلئے افغانستان کا انتخاب کیا گیا جو روسیوں کے خلاف جنگ اور آٹھ سالہ خانہ جنگی کے بعد تباہ حال تھا۔ اس کے خلاف امریکہ نے پوری طاقت استعمال کی 'Shock and Awe' حکمت عملی کا بدترین مظاہرہ کیا اور امریکی قوم کو یہ پیغام دیا کہ "دیکھو ہم نے بدلہ لے لیا ہے۔" امریکہ نے چند مہینوں میں افغانستان پر قبضہ کرلیا' اپنی مرضی کی حکومت بنائی اور ایک سال کی مدت میں جنگ کا مقصد حاصل کرلیا۔ اس کے بعد امریکہ اور اس کے اتحادی جنگ کے مقصد سے ہٹ کر سازشوں میں الجھ گئے اور یہیں سے ان کی شکست کے آثار نمایاں ہوئے جو آج ان کی پسپائی اور ناکامی کی عبرتناک تصویر پیش کرتے ہیں۔

اس کے برعکس افغان طالبان دوبارہ منظم ہوئے اور آزادی کی جنگ کا آغاز کیا۔ ان کی جنگ کا مقصد بڑا واضح تھا جو ملا عمر نے میرے سوال کے جواب میں بڑے واضح الفاظ میں بیان کیا تھا' جسے میں بار بار دہراتا رہا ہوں تا کہ ہم اگر اس حقیقت کو سمجھ لیں تو افغانستان میں بہت جلد قیام امن ممکن ہوگا۔ مئی 2003 میں جو پیغام مجھے ملا وہ یہ تھا:

"ہم نے اپنی آزادی کے حصول تک جنگ جاری رکھنے کا فیصلہ کیا ہے اور انشاء اللہ ہم فتحیاب ہوں گے۔ جب ہم آزادی حاصل کرلیں گے تو اپنے مستقبل کا لائحہ عمل طے کرنے کیلئے ایسے فیصلے کریں گے جو تمام افغانوں کیلئے قابل قبول ہوں گے' اب ہم ماضی کی غلطیوں کو نہیں دہرائیں گے۔"

☆ "ہمارے لئے امریکی ایجنڈے پر عمل کرنا ممکن نہیں ہے اسلئے کہ ایسا فیصلہ کرنے کا ہماری روایات اور قومی غیرت اجازت نہیں دیتیں۔"

---

* سابق چیف آف آرمی سٹاف پاکستان

☆ "اب ہم امریکہ اور پاکستان کے دھوکے میں نہیں آئیں گے جیسا انہوں نے 90-1989 میں روس کی پسپائی کے بعد کیا تھا۔ مستحکم اور پرامن افغانستان کی خاطر ہم شمالی اتحاد کے ساتھ مل کر قیام امن کی راہیں استوار کریں گے اور اپنے تمام ہمسایہ ممالک کے ساتھ دوستی اور تعاون پر مبنی تعلقات قائم کریں گے۔

☆ "ہمارے خلاف امریکہ کی جنگ میں پاکستان ہمارے دشمنوں کا شراکت دار رہا ہے لیکن اس کے باوجود وہ ہمارا دشمن نہیں ہے۔ پاکستان ہمارے لئے بہت اہم ہے کیونکہ ہماری سلامتی کے تقاضے اور مفادات مشترک ہیں اور ہماری منزل ایک ہے۔

"ہمیں مستقبل میں ایک سخت جدوجہد درپیش ہوگی لیکن ہم پرامید ہیں کہ ہم اس سے بخیر وخوبی عہدہ برآ ہوں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ "بالآخر تمہارے دشمن پیٹھ پھیر پھیر کر بھاگ جائیں گے۔"

ملاعمر کے ان الفاظ میں جنگ کا مقصد اور غیر متزلزل عزم بڑا واضح ہے اور آج تک اس میں ذرہ برابر بھی کمزوری یا تبدیلی نہیں آئی ہے اور یہی ان کی کامیابی کی ضمانت ہے۔ ان کے خلاف کوئی بھی سازش کامیاب نہیں ہو سکتی۔ سازش یہ ہے کہ افغان حکومت اور امریکہ کافی عرصے سے طالبان کے ساتھ شراکت اقتدار کی کوشش میں ہیں لیکن طالبان کو امریکہ کی سرپرستی میں چلنے والی حکومت میں شریک اقتدار ہونا منظور نہیں ہے۔ ان کا مطالبہ ہے کہ امریکہ افغانستان سے مکمل انخلا کریں تو بات ہو سکتی ہے۔ امریکہ بھی اس حقیقت کو جانتا ہے کہ افغانستان میں سب سے زیادہ موثر اور حاوی قوت طالبان ہیں لیکن وہ اس حقیقت کو تسلیم کرنا اپنی ہتک سمجھتا ہے حالانکہ گذشتہ پچیس برسوں سے افغانستان میں یہی طالبان چھائے ہوئے ہیں۔ انہوں نے امریکہ اور اس کے اتحادیوں کو جس میں پاکستان بھی شامل ہے پہلے ملاعمر اور اب ملا منصور کی قیادت میں شکست دی ہے۔ طالبان ایک مضبوط حکمت عملی کے تحت افغانستان پر اپنے تسلط کو بڑھاتے جا رہے ہیں۔

گذشتہ سال بھی میں نے کہا تھا کہ طالبان سردی کے موسم میں بڑے بڑے حملے کرکے اپنی دھاک بٹھائیں گے اور ایسا ہی ہوا ہے۔ پاکستان کی جانب سے آپریشن ضرب عضب کے نتیجے میں حقانی نیٹ ورک کا امدادی بیس (Support Base) فاٹا سے نکل کر کابل کے شمال میں منتقل ہو چکا ہے اور یہاں انکی قوت میں پہلے کی نسبت اضافہ ہوا ہے۔ انہیں تاجکستان، ازبکستان، ترکمانستان اور شرقی ترکستان (سنکیانگ) اور دوسرے ممالک کے جہادیوں کی مدد حاصل ہے۔ اہم بات یہ ہے کہ طالبان کے اس نئے

امدادی بیس تک ان کے دشمن ممالک کو رسائی حاصل نہیں ہے۔فاٹا میں تو پاکستان کو رسائی حاصل تھی لیکن اب وہ مطمئن ہیں اور آزادی کے ساتھ اپنی نئی حکمت عملی پر عمل پیرا ہیں۔امریکہ پاکستان پر دباؤ ڈال رہا ہے کہ حقانی گروپ کے خلاف کاروائی کی جائے لیکن پاکستان بے بس ہے اسلئے کہ حقانی گروپ اور ان کے اہل وعیال یہاں سے جا چکے ہیں۔امریکہ اور اتحادیوں پر عجب بے بسی کا عالم ہے۔

طالبان کا نیا سپورٹ بیس قندوز کا صوبہ ہے جو حزب اسلامی کے سربراہ گلبدین حکمت یار کا آبائی علاقہ ہے لیکن وہاں حکمت یار کی جماعت کا کوئی کنٹرول نہیں ہے۔یہ چار ممالک (QCG) جو افغانستان کے مستقبل کا فیصلہ کرنے بیٹھے ہیں انہیں زمینی حقائق کا اندازہ ہونا چاہیے۔ان میں چین کے علاوہ تین تو طالبان کے دشمن ہیں جو ان کے خلاف جنگ لڑتے رہے ہیں۔ان دشمنوں میں امریکہ اور افغان حکومت نمایاں ہیں۔طالبان نے جنگ کر کے انہیں شکست دی ہے اور یہی ممالک افغانستان میں امن کی راہوں کی تلاش میں ہیں جو قانون فطرت کے خلاف ہے کیونکہ ناکام اور شکست خوردہ قوتیں مستقبل کا فیصلہ نہیں کیا کرتیں۔اشرف غنی کی حکومت امریکی ایجنڈے کا حصہ ہے۔افسوس کی بات یہ ہے کہ قیام امن کی کنجی جس قوت کے پاس ہے اسے افغانستان میں اقتدار کی حدود سے باہر رکھنے کی کوشش کی جارہی ہے۔1990ء کی دہائی میں بھی ایسا ہی کیا گیا تھا کہ جو لوگ اقتدار کے اصل وارث تھے یعنی افغان مجاہدین انہیں اقتدار نہ ملا اور خانہ جنگی کرائی گئی جس کے نتیجے میں طالبان ابھرے۔اب بھی وہی کہانی دہرانے کی کوشش ہے۔ طالبان ان سازشوں کو سمجھتے ہیں اور وہ اپنے مقصد میں یکسو ہیں۔ان تمام سازشوں سے وہ پوری طرح واقف ہیں اور اب دھوکے میں نہیں آئیں گے۔ لہٰذا جب تک طالبان کے مطالبات تسلیم نہیں کئے جاتے اس وقت تک افغانستان میں امن نہیں قائم ہوسکتا۔طالبان کو شامل کئے بغیر صرف حکمت یار سے بات کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔

اس وقت زمینی صورت حال یہ ہے کہ طالبان نے چند بڑے شہروں کا رابطہ کابل سے کاٹ دیا ہے۔مثلاً تاجکستان سے قندوز آنے والی سڑک پر طالبان کا مکمل کنٹرول ہے۔طالبان اس سڑک کو اپنی ضرورت کے مطابق کھولنے کی اجازت دیتے ہیں۔یعنی اپنے لیے ہتھیاروں اور خوراک کی ضرورت کے وقت راستے کھولتے ہیں۔ان کو کمک کون بھیجتا ہے یہ چار ملکی اتحاد QCG کے سوچنے کی بات ہے۔اسی طرح مزار شریف جو ایک بڑا تجارتی مرکز ہے جہاں سے وسطی ایشیا کو راستے جاتے ہیں۔یہ راستہ بھی طالبان نے

بلاک کر دیا ہے۔ابھی کچھ عرصہ پہلے طالبان نے صوبہ بغلان کے مرکزی شہر پل خمری میں افغانستان ملٹری اکیڈمی پر حملہ کر کے قبضہ کر لیا ہے اور ایک درجن سے زیادہ ٹینک اور دیگر جنگی سامان تباہ کر دیا ہے۔اس حکمت عملی کے تحت طالبان افغانستان کے اہم شہروں کا گھیراو کرتے جا رہے ہیں اور اشرف غنی کی حکومت محدود ہوتی جا رہی ہے جس سے طالبان کیلئے ان پر قابو پانا آسان ہوگا۔

اب حالات کچھ ایسے ہیں جیسے 1994 میں تھے کہ جب طالبان نے پیش قدمی شروع کی تو ان کا مقابلہ کرنے کی بجائے افغان فوج اور پولیس ہتھیار ڈالتی گئی۔قندوز،مزار شریف اور پل خمری کی جنگ میں بھی ایسا ہی ہوا ہے۔ افغان فوج اور پولیس میں طالبان کا مقابلہ کرنے کا حوصلہ نہیں ہے۔رہا یہ سوال کہ پاکستان اس چار ملکی اتحاد میں کیوں شامل ہوا تو میں سمجھتا ہوں کہ پاکستانی حکومت کا یہ فیصلہ 2001 میں جنرل مشرف کے فیصلے سے اخذ کیا گیا ہے جب ہم امریکہ کے ساتھ اس کی نام نہاد جنگ میں شامل ہوئے اور اپنے پڑوسی برادر اسلامی ملک پر امریکہ کو حملے کی اجازت دی۔یہ اسی کا نتیجہ ہے کہ آج پاکستان غلطیوں پر غلطیاں کیے جا رہا ہے۔سادہ سی بات ہے کہ طالبان کے مطالبات کو تسلیم کر لیا جائے تب ہی افغانستان میں قیام امن ممکن ہوگا۔ طالبان پر پابندیاں ختم کی جائیں،ان کے رہنماؤں کو رہا کیا جائے اور امریکی قابض افواج کے حتمی انخلا کی تاریخ دی جائے تو مذاکرات شروع ہو سکتے ہیں۔

طالبان آزاد منش لوگ ہیں وہ آزاد فضا میں ہی فیصلہ کرتے ہیں اور مضبوط فیصلہ کرتے ہیں۔ افغان قوم میں یہ خوبی بھی ہے کہ وہ قوم پرست ہیں۔اس چھتیس سال کی جنگ میں جب کہ اکثر اوقات نظام حکومت تتر بتر رہا ہے اس دوران افغانستان کے کسی علاقے یا کسی قوم نے بھی الگ ہونے یا تاجکستان، ازبکستان یا پاکستان کے ساتھ الحاق کی کوشش نہیں کی بلکہ دسمبر 2012 میں جب پیرس میں انٹرا افغان مذاکرات ہوئے تو ان کا متفقہ فیصلہ یہی تھا کہ ''ہمیں آزاد چھوڑ دو،ہم اپنے معاملات خود طے کر لیں گے'' لیکن ان کی اس آواز کو دبا دیا گیا۔پاکستان،امریکہ اور اس کے اتحادیوں کو یہ سمجھ لینا چاہئے کہ افغانستان میں اسلامی حکومت ناگزیر ہے۔اگر افغانستان میں طالبان کی حکومت بنے گی تو داعش کا بھی خاتمہ ہوگا۔ ہر حال میں یہی طالبان پورے افغانستان پر قابض ہوں گے۔حالات خراب ہونے سے پہلے بہتر ہے کہ طالبان کے مطالبات مان لیے جائیں اور ان کے ساتھ مذاکرات کیے جائیں کیونکہ حالات اور وقت کا یہی تقاضا ہے۔

محمد نفیس خاں ندوی *

اسلاموفوبیا

کسی طاقتور چیز سے خوف محسوس کرنا انسان کی فطری کمزوری ہے، تاہم یہ کمزوری نہ قابل سرزنش ہے اور نہ باعث تشویش، لیکن جب یہ خوف حد سے بڑھ جائے اور اعصاب پر اثر انگیز ہوجائے اور پھر اس طاری خوف کی کوئی منطق بھی نہ ہو تو پھر یہ کیفیت ''فوبیا'' کہلاتی ہے۔ مغربی مفکرین اسلام کو ایک انتہائی طاقتور، اثر انگیز اور انقلاب آفریں مذہب تسلیم کرتے ہیں، اسی لیے وہ اسلام کے بڑھتے پھیلاؤ کو لے کر شدید ذہنی خوف و ہراس میں مبتلا ہیں، اور خوف کی اسی کیفیت کو ''اسلاموفوبیا'' سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

یورپ و امریکہ نے ہمیشہ سے مسلمانوں کو اپنا سیاسی، دینی اور ثقافتی حریف سمجھا ہے، کیونکہ صرف اسلام ہی وہ مذہب ہے جو انھیں براہ راست چیلنج کرتا ہے، اور مغرب کے مقابل یہی وہ مخصوص تہذیب ہے جس کے اندر پوری دنیا کو اپنی آغوش میں لینے کی طاقت وصلاحیت ہے، یہی وجہ ہے یورپ میں مسلمانوں کی بڑھتی ہوئی تعداد سے مغربی مفکرین ہمیشہ سے فکر مند رہے ہیں، اور انھوں نے اس کی وسعت و اثر انگیزی کو روکنے کی ہر ممکن کوشش بھی کی لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ اسلام کے خلاف جس قدر پروپیگنڈہ کیا گیا اسلام کا دائرہ اتنا ہی پھیلتا گیا، لوگوں نے اس میں دلچسپی لی، اسے موضوع بحث بنایا، اس کا مطالعہ کیا اور پھر اسلام سے متاثر ہوکر اسلام قبول کرلیا۔

مغرب اور اسلام کے تصادم کی تاریخ بہت پرانی ہے، تاہم اس تصادم میں صلیبی جنگوں کے بعد سے شدت پیدا ہوئی، جو کلیسا اور سیاسی حکمرانوں کی طرف سے مسلمانوں پر تھوپی گئی تھی، اور ان جنگوں کا مقصد سیاسی و معاشی مفادات کا حصول تھا جس میں انھوں نے اپنے عوام کو بھی شریک کیا، اور اسے مذہبی رنگ میں یہاں تک رنگ دیا کہ اس میں شریک ہونے والے کی مغفرت کا اعلان کردیا گیا، لیکن مسلمانوں

* معاون مدیر پیام عرفات، تکیہ کلاں رائے بریلی یوپی

کے جذبۂ ایمانی، اخلاقی قوت اور عسکری ہوش مندی کے باعث یورپ کو مسلسل شکست کا سامنا کرنا پڑا تھا۔

صلیبی جنگوں نے پوری عیسائی دنیا پر خوف وہراس طاری کردیا، مرعوبیت کا یہ عالم تھا کہ انھوں نے عربی زبان اور عربی بود و باش کو پوری طرح اختیار کرلیا تھا، لیکن مغربی مفکرین اور قائدین نے ان جنگوں میں اپنی شکست کو بہت ہی سنجیدگی سے لیا، شکست کی وجوہات اور مسلمانوں کی کامیابی کے اسباب کا جائزہ لیا، اور پھر اپنی جنگی حکمت عملی کو پوری طرح بدل کر اپنی ساری توانائی مسلمانوں کے خلاف ایک نئے محاذ کے قیام میں صرف کردی جس کا محور علمی وفکری اور سیاسی ومعاشی میدان تھا، اور جس کا مقصد مسلم حکومتوں کو آپس میں لڑا کر کمزور کرنا تھا جس کے لیے انھوں نے ہر طرح کے حربہ کو روا رکھا، یہ گویا کہ یورپ کی ترقی کا نقطۂ آغاز تھا۔

مسلم حکومتیں یورپی سازشوں کا پوری طرح شکار ہوئیں، اور نظام مملکت کے استحکام کے بجائے غیر ضروری مسائل میں الجھ کر نزاع باہمی میں گرفتار ہوگئیں، نتیجتاً خانہ جنگی کی نوبت آ پہنچی، پھر رفتہ رفتہ ان حکومتوں کا اتحاد پارہ پارہ ہوا اور بالآخران کا چراغ ہی گل ہوگیا۔

سولہویں صدی کے بعد یورپ نے اپنے سیاسی ومعاشی ترقی کے مراحل طے کیے، اور مغربی ممالک یعنی ہسپانیہ، برطانیہ، فرانس، پرتگال اور روس و امریکہ وغیرہ نے مسلم ممالک پر قبضہ کرکے وہاں کے باشندوں کو اپنا غلام بنالیا، قومی وسائل کو جی بھر کر لوٹا، مخالفت کرنے والوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا، اور بربریت کی ایسی کارروائیاں کیں جن کی نظیر تاریخ میں نہیں ملتی، یورپی سامراج کی یہ تاریخ پوری انسانیت پر ایک بدنما داغ ہے۔

بیسویں صدی میں مغربی استعمار کے مظالم سے تنگ آکر عوام نے بغاوت شروع کردی، خصوصاً علماء کرام نے جہاد کیا اور مسلمانوں کے تہذیب وتمدن کو محفوظ رکھا، انقلابات کی ان آندھیوں کے سامنے مغربی طاقتوں کے پاؤں اکھڑ گئے اور ان کو مسلم ممالک سے نکلنا پڑا، لیکن جاتے جاتے اپنے پیچھے وہ اپنے کٹھ پتلی حکمراں طبقے کو بھی چھوڑ گئے، یہ حکمراں ملک کی دولت اور وسائل پر قابض ہوگئے، اور آزادی کے ثمرات سے عوام کو محروم کردیا گیا، چنانچہ عام لوگ تعلیم وتربیت حاصل کرکے مغربی ملکوں کا رخ کرنے لگے جہاں مختلف کاموں کی خاطر افرادی قوت درکار تھی، اور اس طرح بیسویں صدی میں لاکھوں مسلمان فرانس،

برطانیہ، امریکہ، جرمنی، اٹلی، ہالینڈ، اسپین، آسٹریا، ڈنمارک اور ناروے وغیرہ پہنچے اور نوکریاں کرتے کرتے وہیں کی سکونت اختیار کرلی، ان لاکھوں مسلمانوں میں ایک بہت بڑی تعداد ان کی بھی تھی جو مغربی تہذیب و ثقافت میں گھرے ہونے کے باجود اسلامی ثقافت و اسلامی اقدار سے پوری طرح وابستہ اور اپنے ملی تشخص پر قائم رہے۔اس کے علاوہ دعوت وتبلیغ سے اسلام کی اشاعت کا سلسلہ بھی شروع ہوا، رفتہ رفتہ مسلمانوں کی تعداد میں نمایاں اضافہ ہوتا گیا، تجارت اور ملازمتوں میں بھی ان کی نمائندگی محسوس کی جانے لگی، پھلتے پھولتے مسلمانوں کو برداشت کرنا اہل مغرب کے لیے آسان بات نہ تھی، چنانچہ مسلمانوں کی مخالفت کا آغاز شروع ہوا، اور بعض اہم ممالک جیسے برطانیہ، جرمنی اور فرانس وغیرہ میں مغربی رہنما یہ کہنے لگے کہ مسلمان مہاجر قوم ہیں اور یہ لوگ ہمارے نوجوانوں سے ملازمتیں چھین کر انھیں بے روزگاری کے دلدل میں دھکیل رہے ہیں لہٰذا ملک میں ان کی آمد پر پابندی لگائی جائے۔بعض مغربی رہنماؤں نے یہ اعتراض بھی کیا کہ یہ مسلمان تعصب پسند ہیں اور ملک کے حق میں وفادار نہیں ہیں کیونکہ یہ مغربی اقدار و روایات کو اختیار کرنے کے بجائے اپنے مذہبی رسم ورواج کے پابند ہیں، اور معاشرہ میں اپنی الگ حیثیت رکھتے ہیں جو مغربی معاشرہ کے بالکل خلاف ہے۔

مذکورہ وجوہات کی بنیاد پر مغربی ممالک میں مسلمانوں کو شک واستہزاء کی نظر سے دیکھا جانے لگا، ان کی حقارت کی جانے لگی، ان کے ساتھ مجرموں جیسا سلوک کیا جانے لگا اور مختلف شعبوں میں وہ تعصب کا نشانہ بننے لگے تاہم سویت یونین کے زوال تک مسلم دشمنی میں شدت نہیں پیدا ہوئی تھی کیونکہ اس وقت تک پورا یورپ کمیونزم سے نبرد آزما تھا، اور اس کی ساری توانائی کمیونزم کو پسپا کرنے میں صرف ہورہی تھی۔

سویت یونین کے خاتمہ کے بعد یورپ نے مغربی اقوام میں اسلامی رسوخ اور اس کے بڑھتے ہوئے اثر کو اپنے مذہبی وسیاسی چودھراہٹ کے لیے خطرہ محسوس کیا، چنانچہ مختلف محاذوں پر انھوں نے مسلمانون کے خلاف مورچے سنبھالنے شروع کیے، میڈیا ولٹریچر کے ذریعہ بھی مسلمانوں کو حراساں کیا جانے لگا، پرتشدد واقعات بھی رونما ہونے لگے، اور پھر نائن الیون کا ڈرامہ اسٹیج کیا گیا جس کے بعد مسلم مخالفت میں زبردست شدت پیدا ہوئی، اور اس شدت میں خوف ودہشت کا عنصر بھی شامل کردیا گیا جس کے نتیجہ میں مغربی اقوام ''اسلاموفوبیا'' کے مرض میں گرفتار ہوتی چلی گئی۔

نائن الیون کے ڈرامہ کے بعد مذہبی بنیادوں پر مسلمانوں کے ساتھ امتیازی سلوک برتا گیا، حجاب پر

پابندی کی آوازیں بلند کی گئیں، قرآن کے نسخے جلائے گئے، پیغمبر اسلام کی شان میں گستاخیاں کی گئیں اور پھر پُر تشدد واقعات کا ایک سلسلہ چل پڑا جس میں بڑی تعداد میں بے گناہ مارے گئے، عزتیں تاراج کی گئیں، لوگ زندہ جلائے گئے، دوکان و مکان لوٹے گئے، اور پوری دنیا کے سامنے اسلام کو ایک دہشت پسند مذہب کے طور پر پیش کردیا گیا، اور یہ ساری حیوانیت صرف اس لیے برتی گئی کہ یورپ وامریکہ میں اسلام کے بڑھتے ہوئے قدم رک جائیں اور لوگ اسے دیش نکالا کردیں لیکن......

لیکن ان تمام پر پیگنڈوں اور پرتشدد کارروائیوں کے بعد اسلام ایک عالمی موضوع بن گیا، اور خاص کر یورپ وامریکہ کے عوام کی توجہ ودلچسپی کا مرکز بن گیا، لوگوں میں تجسس پیدا ہوا، کچھ نے حقیقت جاننے کے لیے تو کچھ نے خامیاں ڈھونڈنے کے لیے اس کا مطالعہ شروع کیا، انٹرنیٹ کی دنیا میں لفظ ''محمد'' اور ''اسلام'' کو سب سے زیادہ سرچ کیا جانے لگا، قرآن کریم کے رکارڈ توڑ نسخے فروخت ہوئے، یورپ وامریکہ کے بازاروں میں اسلامی کتابوں کی مانگ بڑھتی گئی، یونیورسٹیوں میں اسلام پر پی ایچ ڈی کرنے والوں کا سلسلہ چل پڑا، سیکڑوں اداروں نے اسلامک اسٹڈیز کے شعبے قائم کیے، اور پھر اسی مطالعہ وتحقیق نے ان کے ذہنوں کو مہمیز کیا، اسلام کی حقانیت ومسیحیت نے ان کے دماغوں کو روشن کردیا، میڈیا کے پروپیگنڈوں کی قلعی کھل گئی، اور ایک بہت بڑی تعداد حلقہ بگوش اسلام ہوئی، ان میں مغرب کے ذہین اور اعلی دماغ بھی شامل تھے، مختلف شعبوں کے ماہرین بھی تھے، اور مختلف میدانوں کی اہم شخصیات بھی تھیں۔

گزشتہ چند سالوں جن معروف شخصیات نے اسلام کو اختیار کیا ان میں بطور ذکر چند نام یہ ہیں: عرب ٹیلنٹ میں دوسرا مقام حاصل کرنے والی تئیس سالہ امریکی پاپ گلوکارہ جنیفر گراوٹ، فلپائن کے شہرہ آفاق گلوکار فریڈی ایگونکر، تھائی لینڈ میں جرمنی کی سفیر یاسمین، فتنہ فلم کے پروڈیسر ارناؤڈ فانڈورن، باکسر محمد علی، ایوان ریڈلی مریم، ماہر تعلیم پروفیسر کارل مارکس، برطانوی ماڈل کارلے واٹس، عالمی شہرت یافتہ ڈاکٹر ولیمز، مبلغ یورپ محمد یوسف، معروف پاپ سنگر مائیکل جیکسن کے ایک بھائی وبہن جیسے سیکڑوں معروف افراد ہیں جنھوں نے مختلف ادوار میں اسلام کی ابدی صداقت اور حقانیت کے سامنے سرتسلیم خم کیا ہے، ان کے علاوہ پاپ سنگر مائیکل جیکسن اور شہزادی ڈیانا کے بارے میں بھی خبریں تھیں کہ انھوں نے بھی اسلام کو قبول کرلیا ہے۔

تمام سازشوں اور پر پیگنڈوں کے باوجود آج اسلام ہی اہل یورپ میں سب سے مقبول اور تیزی سے پھیلنے والا مذہب ہے، اور اسلاموفوبیا ایک عارضی مرض ہے جس کا علاج خود مذہب اسلام ہی ہے۔

مولانا حافظ عرفان الحق حقانی
استاد جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

ایک صالحہ خاتون کا تذکرہ

(والدہ محترمہ مولانا رشید احمد سواتی)

بعض عورتوں کو اللہ تعالیٰ نے دینی اعتبار سے جوش و جذبہ اور بھرپور حمیت سے نوازا ہوتا ہے ایسی عورتیں ملک و ملت کیلئے باعث عظمت و مینار نور ہوتی ہے۔ان کا کردار قابل رشک ہوتا ہے ،سوات کے معروف عالم دین فاضل دیوبند مولانا فضل محمدؒ کی ہمشیرہ اور ہمارے جامعہ دارالعلوم حقانیہ کے استاد حدیث جامع المعقول والمنقول مولانا رشید احمد سواتی کی والدہ محترمہ بھی ایسی ہی عورتوں میں شامل تھی۔

نہ ہرزن زنست نہ ہر مرد مرد است
خدا پنج انگشت یکساں نکردست

موصوفہ گزشتہ دنوں بروز بدھ ۲۰ اپریل ۲۰۱۶ء رات گیارہ بجے کو نوشہرہ کے قریب ایک ایکسیڈنٹ میں شدید زخمی ہوئی سی ایم ایچ ہسپتال میں زخموں کا تاب نہ لیتے ہوئے بروز جمعرات سحری کے وقت ۴ بجے اس دارفانی سے کوچ کر گئی۔انا للہ وانا الیہ راجعون انکا جنازہ دارالعلوم حقانیہ میں نائب مہتمم مولانا انوارالحق کی امامت میں ادا کیا گیا جس میں ہزاروں علماء وطلباء اور عوام الناس نے شرکت کی ۔ بعد ازاں ان کی لاش آبائی گاؤں درشخیلہ بالا مٹہ سوات روانہ کی گئی جہاں عصر کے بعد انکے فرزند مولانا رشید احمد نے دوسری نماز جنازہ پڑھوائی۔اس موقع پر علاقے بھر کے دور دراز سے کثیر تعداد میں لوگوں نے جنازہ میں شرکت کی۔ان کی مختصر سوانح کچھ یوں ہے:

آپ ۱۹۳۷ء کو مولانا جان محمد بن غلام سید بن نور علی کے گھر میں پیدا ہوئی۔آپ کے والد مولانا انور شاہ کشمیریؒ کے تلامذہ میں سے تھے۔جن کی وفات پر تعزیتی شذرہ میں محدث کبیر مولانا یوسف بنوریؒ رقم طراز ہیں "ماہ شعبان ۱۳۸۶ھ کے ۲۳ تاریخ مطابق ۶ دسمبر ۱۹۶۶ء بروز دوشنبہ ریاست سوات کے مشہور عالم مولانا جان محمد صاحب بعارضہ قلب طویل علالت کے بعد داعی اجل کو لبیک کہتے ہوئے اس عالم فانی سے رخصت ہو گئے ۔مرحوم ریاست سوات کے ان ممتاز علماء میں سے تھے جنکی پوری زندگی اپنے علاقے کے عوام کی اصلاح اور اللہ تعالیٰ کی یاد میں خاموشی سے گزری صاحب نسبت، مخلص، باخدا بزرگ تھے، خشوع وخضوع

سے نماز پڑھا کرتے تھے۔ نالہائے سحری میں دیدہ ودل کی حسرتیں نکالا کرتے تھے۔ ہمارے رفیق کار مولانا فضل محمد استاد حدیث مدرسہ عربیہ اسلامیہ کے والد ماجد تھے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس نصیب فرمائیں.......... خدا کا شکر ہے کہ مرحوم کے دو فرزند صاحب علم وعمل اور خاموشی کے ساتھ دین کی خدمت کرنے میں اپنے والد محترم کے صحیح جان نشین ہیں"۔

اس عظیم شخصیت کے اس دختر نیک اختر نے ابتدائی لکھنا پڑھنا، بنیادی دینی تعلیم، قرآن پاک ناظرہ اور اس زمانے کے مروجہ عورتوں کا نصاب تعلیم اپنے گھر میں والد اور اپنے دو عظیم فضلاء دیوبند بھائیوں شیخ الحدیث مولانا فضل محمدؒ اور مولانا قاری فضل حلیمؒ سے حاصل کی۔ تصوف وسلوک میں اپنے زمانے کے سلسلہ قادریہ وغفوریہ کے معروف بزرگ شخصیت حضرت مولانا محمد قمرؒ سے بذریعہ اپنے والد کے استفادہ کیا۔ دلائل الخیرات کا ورد انہوں نے گیارہ برس کی عمر سے شروع کیا اور تادم وفات اس پر کاربند رہی۔ ۱۹۵۴ء میں عقد ازدواج حافظ قاری محمد جمیلؒ سے عمل میں آیا۔ آپ کے اعمال صالحہ میں یومیہ دس پارہ قرآن پاک پڑھنا، پارہ سو دفعہ یا بدیع العجائب بالخیر یا بدیع، درود ماہی، دعائے مستجاب، حزب البحر جیسے مناجات وظائف کا باقاعدگی سے کرنا شامل ہے۔ انکی دن بھر کے معمولات کچھ یوں نقل کیے گئے ہیں کہ نماز تہجد سے لے کر اشراق تک کا وقت عبادت میں صرف ہوتا پھر ناشتے سے فراغت پر تھوڑی دیر آرام کے بعد چاشت کی نماز اور پھر قرآن کی تلاوت میں مگن ہو جاتی دوپہر کے کھانے کے بعد زوال کی نماز اور پھر ظہر پڑھتی۔ تھوڑا قیلولہ فرماتی، سہ پہر کے وقت محلہ اور گرد ونواح کی لڑکیوں کو قرآن پاک، ناظرہ، دینی تعلیمی و تربیت میں مصروف رہتی، بچیوں کو بہشت زیور، رشید البیان، تعلیم الاسلام وغیرہ پڑھاتی۔ رمضان میں سالانہ اعتکاف کی سنت پر ہمیشہ عمل کی توفیق ملتی۔ دن بھر کے بھرپور دینی مساعی کے بعد گھر بھر کی عورتوں خود اپنے کپڑوں کی سلائی کا کام بھی اپنے ہاتھوں سے انجام دیتی۔ گھر میں گرمیوں کے دنوں میں جب سالانہ مٹی کی لیپاپوتی کرتی تو اس موقع پر یہ نصیحت آموز پشتو اشعار بھی ساتھ ساتھ گنگناتی ہوئے اسی مٹی پر لکھ دیتی تھی:

غافله دین دے آواره کڑو د دنیا غم جاڑے
آب زم زم درسخه هیر شو بلوعا ته لا ڑے
خواری نیستی گزرانوم به دے فانی جونگڑه
که مے باقی دولت نصیب شی گویا خوار نه یم

ترجمہ: اے غافل دین کا فکر چھوڑ کر دنیا میں ڈوب گئے ہو، زم زم کا پانی بھلا کر گدلے پانی کے پیچھے لگ گئے ہو، فقر ومسکنت سے اس فانی گھر میں عمر گزار رہی ہوں، اگر پائیدار دولت (آخرت کا پائیدار گھر) مل گئی

تو گھاٹے کا سودا نہ ہوگا۔

انہیں بڑے دقیق فقہی مسائل ازبر تھے۔آپ کے فرزند کا بیان ہے کہ جب کبھی مجھ سے کوئی موبائل پر کوئی دقیق مسئلہ پوچھتا اور مجھے اس سلسلے میں کتابوں کی طرف مراجعت میں مشکل پیش ہوتی تو میں اپنی والدہ کے سامنے اس مسئلے کو بیان کرتا تو وہ چٹکی میں اسکا جواب دے دیتی۔مولانا رشید احمد کا یہ بھی کہنا ہے کہ میری والدہ کو کثرت تلاوت کی بناء پر قرآن پاک تقریباً یاد ہوگیا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ جب میں انکی موجودگی میں بخاری شریف کتاب التفسیر کا مطالعہ کرتا جس میں بعض کلمات کی امام بخاریؒ تشریح کرتا ہے اور اکثر اس میں مکمل آیات سامنے نہیں ہوتی تو سیاق وسباق سے سمجھنے کیلئے مجھے اگلی پچھلی آیتوں کی ضرورت پڑتی تو میں آیت کا تھوڑا سا حصہ جو امام بخاریؒ نے ذکر کیا ہوتا اُسے پڑھتا تو میری والدہ مجھے اس سے پہلی اور بعد والی آیت حفاظ کی طرح پڑھ کر سنا دیتی۔ چار دفعہ زیارت حرمین شریفین کی سعادت انہیں حاصل رہی۔دو دفعہ حج کے دوران چار چار مہینوں تک بلاد مقدسہ میں قیام رہا۔ایک دفعہ حرم کے سفر کے دوران شام کے مقدس مقامات کی زیارت بھی کی۔اس سفر کے دوران دو باتیں عجیب درپیش ہوئی۔ان کے دل کا ایک شریان بند تھا اسی سفر میں ایک مقابر باب الصغیر سے نکل کر انہوں نے اپنے بیٹے کو کہا کہ رشید احمد اب یہ سامان سفر مجھے دے دو میں خود اُٹھاؤنگی اس لئے کہ میرے دل کا مرض فرو ہوگیا اور دوسرا واقعہ یوں ہوا کہ ان کا سامان اس سفر میں مسجد اموی میں حضرت یحیٰ علیہ السلام کے روضہ کے قریب میں کوئی چور اڑا لے گئے جس میں ان کے سفری دستاویزات اور پاسپورٹ وغیرہ بھی تھے۔تو انہوں نے اللہ سے ناز کے انداز میں التجا کرتے ہوئے دعا کی کہ مجھے دس منٹ کے اندر اے اللہ اپنا سامان چاہیے انہی دس منٹوں کے اندر ایک شخص آیا اور اس نے ان کا نام لے کر کہا کہ آپ فلاں ہو یہ اپنا سامان لے کر محفوظ کرلو۔۲۰ دسمبر ۱۹۸۰ء میں ان کا شوہر انتقال کرگیا۔ پورے خاندان کی کفالت کا بوجھ ان کے سر پر پڑا لیکن یہ بہادر اور باہمت عورت بالکل نہ گھبرائی اور اپنے بچوں کی بہترین تعلیم وتربیت کے ساتھ ان کو کسی چیز کی کمی محسوس نہ ہونے دی۔عمر کے آخری حصے میں سورۃ رحمٰن کا کثرت سے تلاوت فرماتی کسی نے پوچھا کہ یہ کیوں تو فرمایا کہ جب نعمتوں کی فراوانی ہو تو پھر کفران نعمت کا خدشہ ہوتا ہے لہٰذا میں خود کو کفران سے محفوظ رکھنے کے لئے کیلئے یہ پڑھتی ہوں۔آپ نے پسماندگان میں انجینئر محمد سعید،محمد ادریس،مولانا رشیدا حمد سواتی، آرمی خطیب انور سعید،ایڈووکیٹ حافظ اختر سعید اور چار بیٹیاں چھوڑے۔

مرحومہ کی تدفین اپنے شوہر کے آبائی قبرستان بنگنج کڑپہ گاؤں بازخیلہ (سوات) میں اپنے شوہر اوران کے پردادا شیخ بابا اور انکے خاندان کے جوار میں کی گئی۔

ادارہ

افکار و تاثرات

حضرت مولانا قاری محمد عبداللہ صاحب

سابق سینیٹر و مرکزی رہنما جمعیۃ علماء اسلام

شیخ الحدیث مولانا سید شیر علی شاہؒ
حیات و خدمات نمبر ایک تاریخی دستاویز

محترم المقام حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! ماہنامہ الحق کا شیخ الحدیث ڈاکٹر سید مولانا شیر علی شاہ صاحب کا ضخیم ٹھوس اور تاریخی نمبر کافی انتظار و اشتیاق کے بعد موصول ہوا، اس قیمتی دستاویز کو پڑھ کر انتہائی خوشی حاصل ہوئی اور دل سے آپ حضرات کیلئے دعائیں نکلیں، یقیناً حضرت ڈاکٹر صاحبؒ کی شخصیت اس بات کی متقاضی تھی کہ ''الحق'' ان کے شایان شان نمبر شائع کرے اور ماشاء اللہ آپ کی زیر سرپرستی مولانا راشد الحق اور مولانا اسرار نے حضرت مولانا محمد ابراہیم فانیؒ نمبر کی طرح حضرت شیخ الحدیث مولانا شیر علی شاہ کے متعلق بھی ایک بڑی دستاویز اور قیمتی متاع قارئین، علماء اور طلباء کے سامنے پیش کردی ہے۔ سارا نمبر ماشاء اللہ ہر لحاظ سے خوبصورت اور جامع ہے لیکن ابتداء میں آپ نے ایک طویل عرصے کے بعد قلم اٹھا کر اپنے بچپن بلکہ سفر و حضر کے ہمدم دیرینہ ساتھی کے متعلق جس والہانہ انداز سے اپنے مرحوم دوست کو خراج تحسین اور ذکرِ خیر فرمایا ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ اس پورے نمبر کا متن ہے اور باقی نمبر و مضامین اس کی شرح و تفصیل ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دست بدعا ہوں کہ وہ آپ سے مزید علمی، تصنیفی، تالیفی خدمات کا کام لے۔ والسلام

مولانا زاہد الراشدی، گوجرانوالہ

مولانا سمیع الحق کی مذہبی، سیاسی اور سماجی خدمات کا تحریری نمونہ

عزیزم محترم مولانا عرفان الحق حقانی صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! مزاج گرامی؟ کتابوں کا سیٹ موصول ہوا حضرت مولانا سمیع الحق صاحب اور آپ سب حضرات کا شکریہ! آج کے دن کا زیادہ حصہ ''مولانا

سمیع الحق کی ڈائری" کی ورق گردانی میں گزرا بہت محظوظ اور مستفید ہوا۔ مولانا محترم موفق من اللہ ہیں کہ دینی جدوجہد کے مختلف شعبوں میں علماء وعوام کی راہنمائی کے ساتھ ساتھ عملی محنت بھی کرتے ہیں جبکہ جدوجہد کے اہم پہلوؤں کی تاریخ کے ریکارڈ میں حفاظت بھی فرماتے ہیں جو ہمارے جیسے لوگوں کے لیے بلاشبہ قابل رشک ہے۔

ڈائری کے مختلف حصوں کے مطالعہ سے دینی تحریکات کے مختلف روداد کی یاد تازہ ہوئی اور بعض حوالوں سے خود اپنے ذہن میں پائی جانے والی تشنگی بھی دور ہوئی۔ دارالعلوم حقانیہ اور شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق رحمہ اللہ تعالیٰ تو خود تاریخ ہیں جس کی نقش نگاری میں حضرت مولانا سمیع الحق صاحب کا کردار سب سے نمایاں ہے اور مجھے اس بات پر بہت خوشی ہے کہ انہیں آپ اور مولانا راشد الحق سمیع جیسے فاضل معاونین کی ٹیم گھر سے میسر آگئی ہے۔ آپ حضرات کی کاوشوں کو دیکھ کر دلی اطمینان محسوس کرتا ہوں اور دعا گو رہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ سب کو نظر بد سے بچائیں اور اپنے عظیم علمی خانوادہ کی روایات کو زندہ رکھنے کی توفیق سے نوازیں۔ آمین یارب العالمین۔ حضرت مولانا سمیع الحق صاحب اور دیگر سب حضرات اور عزیزوں سے سلام مسنون عرض کردیں۔

موتمر المصنفین کی نئی پیشکش

تذکرہ شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحبؒ

پشتو زبان میں پہلی مرتبہ شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحبؒ کی سوانح وافکار

سیاسی، جہادی اور علمی خدمات پر دلآویز تذکرہ

از قلم:

پروفیسر ڈاکٹر افضل رضا

معروف ادیب، سکالر، دانشور

بغیر ڈاک خرچ کے ۲۵۰ روپے بمعہ ڈاک خرچ ۳۲۰ روپے

برائے رابطہ: 03339094854 - 0345 9414977 - 0923-630435

ناشر: مؤتمر المصنفین جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک نوشہرہ کے پی کے

مولانا حامد الحق حقانی
مدرس جامعہ دارالعلوم حقانیہ

دارالعلوم کے شب و روز

حضرت مہتمم صاحب کے اسفار: ☆ ۳۰ مئی کو اسلام آباد میں جمعیۃ علماء اسلام کے سربراہ مولانا سمیع الحق صاحب مظلہ نے تمام مذہبی و سیاسی جماعتوں کا اہم اجلاس طلب کیا اور اجلاس کی صدارت کی، جس میں ملا اختر منصور کی شہادت اور ڈرون حملوں کے خلاف دفاع پاکستان کونسل کو دوبارہ فعال او رمنظم بنانے کا عہد کیا گیا۔ ☆ ۵ جون ۲۰۱۶ء کو اسلام آباد آب پارہ چوک میں دفاع پاکستان کونسل کے زیراہتمام دفاع پاکستان کانفرنس کی صدارت کی ۔ جس میں کونسل کے دیگر قائدین کیساتھ ساتھ مذہبی و سیاسی رہنماؤں نے شرکت کی۔ ☆ ۱۲ر جون ۲۰۱۶ء کو لاہور میں دفاع پاکستان کونسل کی جانب سے رمضان المبارک میں عظیم الشان احتجاجی مظاہرہ کیا گیا۔ جسکی قیادت مولانا مدظلہ نے کی اور اختتامی خطاب فرمایا۔

دارالعلوم میں مہمانوں کی آمد: ۲۱ر مئی کو دارالعلوم کی زیرتعمیر جامع مسجد مولانا عبدالحقؒ کے معائنہ کے لئے انجینئر معروف آرکیٹیکٹ محفوظ مرزا، مفتی ذاکرحسن صاحب کی معیت میں اپنی ٹیم کے دیگر ممبران کے ہمراہ تشریف لائے اور مسجد کا معائنہ کیا اور موجودہ کام کے اعلیٰ معیار اور تیز رفتاری کو خراج تحسین پیش کیا۔ آپ نے دفتر اہتمام میں حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ اور مولانا راشد الحق صاحب سے زیرتعمیر مسجد مولانا عبدالحقؒ کے حوالے سے تفصیلی گفتگو فرمائی۔

مسافران آخرت: ۵ جون ۲۰۱۶ء بروز اتوار کو حضرت مولانا قاضی زاہد الحسینیؒ کی اہلیہ کا انتقال ہوا۔ ۵۔جون کو دارالعلوم کے قدیم فاضل اور شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ کے تلمذ خاص و عقیدت مند مولانا عبدالحقؒ (آف ٹیکارہ تاروجبہ) اس دار فانی سے کوچ کر گئے۔ جنازہ اسی دن بعد از عصر اپنے گاؤں میں مولانا انوار الحق صاحب کی امامت میں پڑھا گیا۔ دارالعلوم کے اساتذہ وعملہ کے علاوہ علاقہ بھر کے سینکڑوں لوگوں نے شرکت کی۔ ☆ حضرت مولانا سمیع الحق صاحب کے سیاسی میدان کے دست راست مولانا قاضی عبداللطیفؒ کے فرزند مولانا قاضی معین الدین فاضل حقانیہ آف کلاچی پانچ سال کی طویل علالت کے بعد گزشتہ ماہ انتقال فرما گئے ۔مولانا سید محمد یوسف شاہ صاحب نے فاتحہ و تعزیت میں نیابت کرتے ہوئے کلاچی حاضری دی۔ ☆ دفاع پاکستان کونسل کی مرکزی قیادت مولانا محمد احمد لدھیانوی اور مولانا فضل الرحمٰن خلیل دونوں کی والدہ ماجدہ انتقال فرما گئیں ۔مولانا سمیع الحق صاحب نے ہر دو حضرات کے ساتھ فاتحہ وتعزیت کی۔

جامعہ کے نئے تعلیمی سال ۳۷۔۱۴۳۶ء بمطابق ۱۶۔۲۰۱۵ء کے داخلوں کا شیڈول

درس نظامی

درجات	ایام	تاریخ
تمام درجات کے قدیم طلباء (اعدادیہ تا دورہ حدیث)	جمعرات	۱۰ رشوال ۱۴۳۷ھ بمطابق ۱۴ رجولائی ۲۰۱۶ء
جدید دورہ حدیث شریف	ہفتہ	۱۲ رشوال ۱۴۳۷ھ بمطابق ۱۶ رجولائی ۲۰۱۶ء
جدید دورہ حدیث شریف	اتوار	۱۳ رشوال ۱۴۳۷ھ بمطابق ۱۷ رجولائی ۲۰۱۶ء
اعدادیہ، متوسطہ، اولی، ثانیہ، دورہ حدیث شریف	پیر	۱۴ رشوال ۱۴۳۷ھ بمطابق ۱۸ رجولائی ۲۰۱۶ء
ثالثہ، رابعہ، خامسہ، دورہ حدیث	منگل	۱۵ رشوال ۱۴۳۷ھ بمطابق ۱۹ رجولائی ۲۰۱۶ء
تکمیل، سادسہ	بدھ	۱۶ رشوال ۱۴۳۷ھ بمطابق ۲۰ رجولائی ۲۰۱۶ء افتتاح
موقوف علیہ	جمعرات	۱۷ رشوال ۱۴۳۷ھ بمطابق ۲۱ رجولائی ۲۰۱۶ء

شعبہ حفظ

درجہ حفظ میں داخلہ کے خواہشمند طلباء کی درخواستیں ۱۵ رمضان بمطابق ۲۰۔جون سے ۱۳ رشوال بمطابق ۱۷۔جولائی تک دفتر اہتمام میں جمع کی جائیں گی۔ حفظ کے خواہشمند طلباء کا ٹیسٹ اور انٹرویو وغیرہ ۱۳۔۱۴ شوال بمطابق ۱۷۔۱۸ جولائی بروز اتوار۔پیر صبح 9:00 کو دارالعلوم حقانیہ میں ہوگا (امسال شعبہ حفظ کا داخلہ دارالعلوم حقانیہ کی تعلیمی کمیٹی اور دارالحفظ کے اساتذہ کی مشترکہ نگرانی میں ہوگا)۔صرف وہ امیدوار درخواست دیں جو قرآن ناظرہ سے پڑھ چکے ہوں۔عمر ۱۳ سال سے متجاوز نہ ہو۔دو پارے پہلے سے یاد کرنے والوں کو ترجیح دی جائے گی۔

درجہ تخصص فی الفقہ الاسلامی والافتاء

درجہ تخصص فی الفقہ الاسلامی والافتاء کیلئے داخلہ درخواست ۱۴ شوال بمطابق ۱۸۔ جولائی بروز پیر تک دفتر اہتمام میں جمع کرائی جائیں گی اور انٹری ٹیسٹ ۱۴۔شوال بمطابق ۱۸۔ جولائی بروز پیر صبح 9:00 بجے ہوگا۔

نوٹ:۱ تخصص فی الفقہ الاسلامی والافتاء کا دورانیہ 2 سال ہوگا۔

نوٹ:۲ امسال درجہ اعدادیہ سے لیکر بشمول درجہ سادسہ اسباق اردو میں بھی پڑھائے جائینگے۔لہٰذا اردو زبان سمجھنے والے طلباء کرام داخلہ لے سکتے ہیں۔درجہ متوسطہ میں وہ طلباء داخلہ لینگے جو کہ ساتویں جماعت پاس ہو۔

نوٹ:۳ داخلہ کے خواہشمند طلباء کیلئے نادرا شناختی کارڈ کا ہونا لازمی ہے اور جو امیدواران نابالغ ہیں وہ اپنے والد صاحب کا نادرا شناختی کارڈ ضرور لائیں اور ساتھ تین عدد پاسپورٹ سائز رنگین تصاویر بھی ضروری ہیں

نوٹ:۴ امسال دارالعلوم حقانیہ میں شعبہ تجوید کا الگ شعبہ ہوگا جس میں وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے نصاب کے مطابق حفاظ کیلئے دو سالہ کورس اور علماء کرام کیلئے یک سالہ کورس پڑھایا جائیگا

نوٹ:۵ ہر درجہ میں داخلہ کیلئے وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے تحتانی درجات کے اصلی سندات کا برائے معائنہ دکھانا لازمی ہے اور ساتھ ان ہی اسناد کے دو عدد فوٹو سٹیٹ بھی لانا ضروری ہے۔

نوٹ:۶ تمام قدیم طلباء کرام کا داخلہ رجسٹریشن کارڈ پر ہوگا لہٰذا قدیم طلباء کرام اپنے ساتھ رجسٹریشن کارڈ ضرور لائیں۔

نوٹ:۷ جو غیر ملکی طلباء کرام جامعہ میں داخلہ کے خواہشمند ہوں وہ پاکستانی ویزہ اور دیگر ضروری دستاویزات اپنے ساتھ ضرور لائیں۔

دارالعلوم کے نئے تعلیمی سال کا باضابطہ آغاز ان شاء اللہ ۱۶ شوال ۱۴۳۷ھ بمطابق ۲۰ جولائی ۲۰۱۶ء بروز بدھ ہوگا

محمد اسرار ابن مدنی
نائب مدیر الحق

تعارف وتبصرہ کتب

- **الدلیل الضروری لمسائل القدوری** ....مولانا امجد حسن خان

ضخامت: ۶۲۷صفحات   ناشر: مکتبہ السنۃ لاہور پاکستان

فقہ حنفی میں مختصر القدوری کی اہمیت اہل علم سے مخفی نہیں جس میں انسانی زندگی کی تمام مسائل بڑے جامع اور سلجھے ہوئے انداز سے حل کئے ہیں۔عربی، اردو، فارسی، پشتو ان تمام زبانوں میں بکثرت اسکی شروحات پائی جاتی ہیں، اس سلسلہ کی ایک کڑی مولانا امجد حسن خان کی زیر تبصرہ کتاب الدلیل ضروری لمسائل القدوری بھی ہے جس میں موصوف نے اپنے علمی ذوق کے مطابق تحقیقی کام کیا ہے عربی زبان میں یہ شرح قدوری کے تمام مسائل کو بڑے خوبصورت انداز اور اچھے اسلوب میں پیش کرتے ہیں۔موصوف نے نہایت جانفشانی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اہم علمی خدمت انجام دی ہے ،تاہم اگر اسے جدید تقاضوں کے مطابق کمپوز کرکے شائع کیا جائے تو قارئین کی دشواری ختم ہوگی ،اللہ موصوف کی اس کاوش کو شرف قبولیت سے نوازے۔ (مبصر: محمد اسلام حقانی)

- **فضیلت علم**..................مؤلف: حافظ ابوبکر صدیق

ضخامت: ۱۵۰صفحات   ناشر جامعہ زکریا رانا جون قائم پور تحصیل.....پور ضلع بہاولپور

علم کی اہمیت پر ہر دور کے علماء نے ہر زبان میں اس پر بہت کچھ لکھا اور ہر ایک نے لکھنے کا حق بھی ادا کیا، انہی شخصیات میں ایک نام امام فخر الدین رازی کا بھی ہے ،انہوں نے ارشاد باری تعالی ہے کہ وعلم آدم الاسماء کلھا کے تحت اپنی مایہ ناز تفسیر مفاتیح الغیب میں آیات قرآنی اور کتب سماویہ اور احادیث مبارکہ کی روشنی میں علم کی فضیلت ومنقبت کو احسن انداز میں واضح کیا ہے۔

زیر نظر کتاب ''فضیلت علم'' تفسیر کبیر کی اسی حصہ کا سلیس عام فہم ترجمہ ہے۔مولانا محمد ابوبکر صدیق نے نہایت محنت ،توجہ اور عرق ریزی سے یہ علمی کام سرانجام دے کر مختلف مقامات پر حسب ضرورت معلوماتی اضافوں سے اس کتاب کو مزین فرمایا۔ اللہ موصوف کی اس کاوش اور محنت کو قبول فرماکر اس کتاب کو قبولیت عامہ سے نوازے۔ (مبصر: اسلام حقانی)

- **مدنی معاشرہ**...............مؤلف مولانا یونس پالنپوری

ضخامت: ۲۸۶ صفحات زمزم: پبلشرز اردو بازار لاہور

پیغمبر اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مقدس دین لے کر مبعوث ہوئے تو جس طرح ان کی ذات اقدس رحمت ہے جو دین لیکر آئے وہ بھی رحمت ہے اور انہوں نے زندگی گزارنے کے جو مبارک اور آسان طریقے سکھائے وہ بھی رحمت ہے جو کوئی ان طریقوں کو اپنے سینے سے لگائے گا تب وہ ایک دوسرے کیلئے باعث رحمت بلکہ رحمت ہی رحمت ہے، گھر کی زندگی میں مسرت ہوگی، معاشرت اور زندگی کا ہر پہلو خوب سے خوب تر ہونگے۔ زیر تبصرہ کتاب "مدنی معاشرہ" کا پہلا حصہ مدنی معاشرہ کے خدوحال سے بحث کرتی ہے جس میں پالنپوری صاحب نے نہایت نفیس اسلوب میں مدنی معاشرہ کا نقشہ کھینچا ہے۔ احادیث مبارکہ کی تخریج ان کے فرزندار جمند مفتی محمد حذیفہ نے بخوبی انجام دیا ہے امید ہے کہ دوسرا حصہ بھی جلد پایۂ تکمیل تک پہنچ جائے۔ اللہ موصوف کو مزید توفیق سے نوازے اور اس کتاب کو شرف قبولیت سے نوازے۔ (مبصر: اسلام حقانی)

- **آسان میراث مکمل**...............مؤلف مولانا محمد عثمان نوی والا

ضخامت: ۲۰۰ صفحات ناشر: مکتبہ بیت العلم ٹرسٹ اردو بازار کراچی

ہمارے دینی مدارس کے نصاب میں شامل کتاب سراجی ایک معروف ومتداول کتاب ہے جو درجہ سادسہ میں پڑھائی جاتی ہے جو کہ بہت مشکل کتاب ہے اور اس کی تمرینات اور مشق کی طرف کوئی خاص توجہ نہ دینے کی وجہ سے طلبہ اس کے پڑھنے میں دشواری اور دقت محسوس کرتے ہیں۔ جس کی وجہ سے کما حقہ استفادہ نہیں کر سکتے۔ زیر تبصرہ کتاب طلبہ اور اہل علم کی اس ضرورت کو باحسن وبخوبی اور بھرپور انداز میں پورا کرتے ہیں۔ ہر مسئلہ کی وضاحت امثلہ اور آسان تمرینات سے کرتے ہوئے مسائل کو ذہن نشین کروادیتے ہیں۔ مولانا عثمان نوی والا جامعہ دارالعلوم کراچی کے فاضل اور ادارہ بیت العلم سے منسلک ہیں، علمی اور تحقیقی اور تدریسی خدمات انجام کے علاوہ کئی کتابوں کے مصنف بھی ہیں لیکن یہ کتاب عام فہم زبان میں میراث کے متعلق مباحث پر سیر حاصل بحث کرتی ہے۔ طلبہ دینی مدارس کیلئے ایک سوغات اور ایک قیمتی تحفہ ہے۔ اس سے عوام بھی فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مصنف کی اس کاوش کو مقبول بنائے اور مزید لکھنے کا توفیق عطا فرمائے۔ (مبصر: اسلام حقانی)

- **تفسیر المسائل والاحکام**...............پروفیسر ڈاکٹر حافظ محمد شکیل اوج صاحب

ترتیب: ڈاکٹر شاکر حسین خان ضخامت: ۸۸ صفحات ناشر: مجلس التفسیر بی ۳ سٹاف ٹاؤن جامعہ کراچی

پروفیسر ڈاکٹر شکیل اوج مرحوم کا شمار اہل علم میں ہوتا تھا اوج صاحب ایک آزاد تحقیق اور علمی تگ و

دو کے قائل تھے انہوں نے اپنے وقت میں بے مثال علمی وفکری خدمات پیش کیں۔ کئی تحقیقی مقالات، مضامین اور کتابیں تصنیف کیں، متعدد علمی کانفرنسوں میں شرکت کر کے بے مثال لیکچرز سے سامعین کو محظوظ کیا۔ کئی افراد نے ان کی زیر نگرانی میں پی ایچ ڈی اور ایم فل مقالات لکھے۔ وہ ایک معروف محقق تھے، ان کی بعض آراء سے اختلاف کے باوجود وہ قابل صد تحسین کام کر گئے، بریلوی حلقوں میں ایسی وسیع فکر کی حامل شخصیات خال خال دیکھنے کو ملتی ہیں تاہم شکیل اوج وسیع النظر عالم تھے۔

۲۰۰۵ میں مجلہ التفسیر کا اجراء کیا، التفسیر منظر عام پر آتے ہی علمی حلقوں نے اسے زبردست خراج تحسین اور خیر مقدم پیش کیا۔ برصغیر میں اس کا شہرہ ہوگیا ان کی قدر دانوں میں رفتہ رفتہ اضافہ ہوتا گیا۔ اوج صاحب نے تفسیر المسائل والاحکام کے نام سے ایک سلسلہ شروع کیا تھا یہ سلسلہ سوالات کے جوابات پر مبنی تھا، ان سوالات کے جوابات اوج صاحب خود فراہم کرتے تھے اور یہ سلسلہ کافی مقبول تھا، جناب ڈاکٹر شاکر حسین خان نے اسے اکٹھا شائع کر کے منظر عام پر لائے۔ اوج صاحب کا اسلوب نگارش بہت اعلیٰ ہے مرتب نے بھی کتاب کی اشاعت میں محنت کر کے اس کے حسن میں اضافہ کیا ہوا ہے، اللہ تعالیٰ موصوف کے اس کاوش کو قبول فرما کر اوج صاحب کی روح کی تسکین کا سبب بنادے۔

- **انمول خزائن** .... مولف مولانا احسان اللہ اشرفی

ضخامت ۳۰۲ صفحات ناشر: مذہبی کتب خانہ محلہ جنگی پشاور ٹیلفون نمبر 0302 5687334

کتاب بہترین دوست اور تنہائی کا ساتھی ہے، مطالعہ کتب اور کتب بینی ایک بہترین اور بابرکت مشغلہ ہے اور یہ ذہنی اور روحانی ارتقاء کا سبب ہے اور یہ ایک ایسا محبوب مشغلہ ہے کہ قاری کو مطالعہ کے دوران وقت گذرنے کا احساس تک نہیں رہتا، پھر بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ مطالعہ کے دوران جب کوئی عجائبات، واقعات، انمول اقوال اور اہم نکات ان کی نظر سے گزرتے ہیں تو انہیں زیر قرطاس لاکر لوگوں کے فائدے کیلئے محفوظ کر لیتے ہیں۔ اسی طرح کا ایک مجموعہ حضرت مولانا احسان اللہ اشرفی فاضل جامعہ اشرفیہ لاہور نے مرتب کیا ہے جو ان کے مطالعہ کا نچوڑ ہے جس میں تفسیر، حدیث، فقہ، حکمت اور دیگر کتابوں کے بکھرے ہوئے انمول موتیوں اور جواہرات کو جمع کیا گیا ہے، جس سے بیک وقت اس کتاب سے استفادہ آسان ہوگیا ہے۔ اللہ تعالیٰ موصوف کی اس کاوش کو مقبول اور نجات آخرت کا سبب بنائے اور پڑھنے والوں کیلئے دنیا وآخرت کی ترقی کا ذریعہ بنائے۔ آمین (مبصر: مولانا مفتی بہادر خان حقانی)